یا اللہ جل جلالہ — صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ — حق چار یار

سیرت خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم

تاریخِ اسلام
دُنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟
(حصہ سیزدہم)

حدیثِ غدیر خُمّ کی حقیقت

حافظ عبدالوحید الحنفی

مرتبہ
حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال

سلسلۂ اشاعت نمبر 41

شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ چکوال

☆☆☆☆

نام کتاب: تاریخ اسلام (حصہ سیز دہم) حدیث خم غدیر کی حقیقت

سلسلۂ اشاعت: 41 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفی آوڈھروال (چکوال) 0313-5128490

صفحات: 96

قیمت: 60 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: النور مینجمنٹ پنوال روڈ چکوال

طباعت: 7 ذی قعدہ 1433ھ 24 ستمبر 2012ء بروز پیر

ناشر: کشمیر بک ڈپو تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

ویب سائیٹ: www.khudamahlesunat.com

حافظ عبدالوحید الحنفی

ملنے کے پتے:

اعوان بک ڈپو	بھون روڈ چکوال 0543-553546
مکتبہ رشیدیہ	بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200
کتب خانہ مجیدیہ	بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
مکتبہ عثمانیہ	بالمقابل دار لعلوم کراچی نمبر 14
اسلامی کتب خانہ	بنوری ٹاؤن کراچی نمبر 5
مکتبہ انوار القرآن	نزد دارالعلوم حنفیہ چکوال
مکتبہ حنفیہ	اردو بازار لاہور 0343-4955890

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

حدیث ثقلین 5
حدیث ثقلین 5
روایت اول: کتاب اللہ و سنۃ نبیہ 6
روایت دوم: کتاب اللہ و سنتی 7
روایت سوم: کتاب اللہ و سنۃ نبیہ 7
روایت چہارم: کتاب اللہ و سنت نبیہ 8
روایت پنجم: کتاب اللہ و سنتی 8
روایت ششم: کتاب اللہ و سنۃ نبیہ 9
روایت ہفتم: کتاب اللہ و سنتی 10
روایت ہشتم: کتاب اللہ و سنۃ نبیہ 10
روایت نہم: کتاب اللہ و سنتی 11
کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ کے بارے میں اہل تشیع کا عقیدہ 13
روایت اول: فرمانِ رسول ﷺ 13
روایت دوم: فرمان حضرت علیؓ المرتضیٰ .. 13
روایت سوم: فرمان حضرت علیؓ المرتضیٰ . 14
روایت چہارم: فرمان حضرت علیؓ المرتضیٰ 14
روایت پنجم: حضرت علیؓ المرتضیٰ کی آخری وصیت 15
روایت ششم: امام جعفر صادقؒ 16
حدیث ثقلین کے بارے شیعہ کیا کہتے ہیں؟ 17
اسناد صحیفہ علی رضا 17
صحیفہ علی رضا کی روایت جعلی اور من گھڑت ہے 19
(۲) حدیث ثقلین اسناد از طبقات ابن سعد 20
عطیہ عوفی شیعہ کتب رجال میں 22
حجۃ الوداع کے موقع پر حدیث ثقلین 22
(۳) حدیث ثقلین اسناد از مصنف ابی بکر ابی شیبہ 22
شریک بن عبداللہ شیعہ رجال میں 23
(۴) حدیث ثقلین، اسناد مسند اسحٰق بن راہویہ متوفیٰ ۲۳۷ھ 23
(۵) اسانید مسند احمد بن حنبلؒ اشیبانی متوفی ۲۴۱ھ 24
(۶) اسناد مسند عبد بن حمید متوفی ۲۴۳/۲۴۹ھ 26
یحییٰ بن عبدالحمید اہل سنت رجال میں ... 26
یحییٰ بن عبدالحمید شیعہ رجال میں 27
اسناد از نوادر الاصول حکیم ترمذی متوفی ۲۵۵/۳۲۰ھ 28
زید بن الحسن انماطی شیعہ رجال میں 29
اسناد حدیث ثقلین از ترمذی شریف . 29
علی بن المنذر سُنّی رجال میں 30
محمد بن فضیل سُنّی رجال میں 31
محمد بن فضیل شیعہ رجال میں 32
اسناد حدیث ثقلین صحیح مسلم شریف . 33
حدیث پر تحقیق 36
اہل بیتؓ کی محبت جزو ایمان ہے 42
حدیث غدیر خم 43

عبدالوحید الحنفی

اسناد حدیث ثقلین از نسائی شریف کی تحقیق 43
اسناد روایت اول خصائص علیؓ 43
اسناد روایت نسائی ثانی 45
روایت نسائی کے دو حصے 48
روایت کا دوسرا حصہ 49
روایت ثقلین کے دوسرے اسانید 52
ابن عقیدہ کا تذکرہ کتب تواریخ و اہل سنت میں 54
ابن عقدہ کا تذکرہ کتب رجال و تراجم شیعہ میں 55
عباد بن یعقوب راوی کا تذکرہ شیعہ رجال میں 56
(۳) عباد بن یعقوب کا تذکرہ کتب رجال اہل سنت میں 56
کثیر النواء رجال کی کتب میں 58
کثیر النواء شیعہ رجال میں 59
اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت اور امیر کی اطاعت 59
حضور ﷺ کے مقرر کردہ امیر کی اطاعت حضور ﷺ کی اطاعت 64
جماعتِ صحابہؓ کی شان، قرآن میں اللہ کا فرمان 67
قرآن میں اللہ تعالیٰ آپ سے کیا کہتے ہیں؟ 69
”کُنتُمۡ خَیۡرَ اُمَّةٍ“ سے مراد صرف حضورؐ کے صحابہؓ ہیں 69
ترجمہ فرمان علی شیعہ مترجم 70
محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کی جماعتِ صحابہؓ کی تعریف 70
رسول ﷺ اور جماعتِ رسولؐ کتاب اللہ کی روشنی میں 72
سید فرمان علی شیعہ مترجم کا ترجمہ 74
(۱) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا مکتوب بنام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 77
(۲) حضرت علیؓ المرتضیٰ کا خونِ عثمانؓ سے اپنی بے تعلقی کا اظہار 81
اہل کوفہ کے لیے حضرت علیؓ المرتضیٰ کی دُعا 81
حضرت علیؓ المرتضیٰ کا جنگ میں موٴقف 82
مودودی نظریہ 85
اہل السنت کی تعریف حضرت علیؓ کی زبان مبارک سے 89
خطائے اجتہادی کی حقیقت 90
اہل السنت و الجماعت کا عقیدہ و نظریہ 91

☆☆☆☆

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

حدیث ثقلین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْمِ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

حدیث ثقلین

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

☆کتاب اللہ ☆سنت رسول اللہ ﷺ

اصلی کلمہ اسلام: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

(۱) اصلی کلمہ اسلام کے پہلے جزو "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)" میں ہمارے دین کا بیان ہے۔

(۲) اور دوسرے جزو "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں)" میں ہماری شریعت کا عنوان ہے۔

(۳) کلمہ اسلام کی یہی ذمہ داری ہم پر "اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کرو)"[1] کے قرآنی حکم

[1] سورہ مائدہ ع ۱۲، الانفال ع ۱، آلِ عمران ع ۴، النور ع ۷، الاحزاب ع ۴، محمد ع ۴، مجادلہ ع ۲،

میں عائد ہوئی ہے۔

اب اسلام سے مراد اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات ہی ہیں۔

روایت اول: کتاب اللہ و سنۃ نبیہ

(۴) آنحضرت ﷺ نے سفر آخرت سے پہلے اسی اصول کی توثیق فرمائی:

قَالَ مَالِک انَّهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَاتَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابَ اللّٰهِ وَ سُنَّةَ نَبِیِّهٖ[1]

ترجمہ: امام مالک کو یہ بات پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک تم ان کا سہارا لیتے رہو گے، ہرگز گمراہ نہ ہو گے:

(۱) کتاب اللہ اور (۲) اس کے نبی ﷺ کی سنت۔

فائدہ: یہاں یہ ذکر کرنا منفعت سے خالی نہیں ہے کہ روایت مذکورہ مرسل ہے۔ اور "مرسلات وبلاغیات" مالک مقبول ہیں۔[2]

تغابن ع ۲، النسآء ع ۸ وغیرہ

[1] موطا امام مالک ص ۳۶۳ باب النبی عن القول فی القدر، طبع مجتبائی دہلی

[2] حدیث ثقلین ص ۲۲۹ مؤلفہ مولانا محمد نافع، الاحکام فی اصول الاحکام ابن حزم جز ثامن فصل اوّل ص ۱۰۷۵

روایت دوم: کتاب اللہ و سنتی

(۵) عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنِّیْ قَدْ خَلَفْتُ فِيْكُم اثْنَتَيْنِ لَمْ تضلُّوْا بَعْدَهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَ سُنَّتِیْ[1]

ترجمہ: ابو صالح سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دو چیزیں چھوڑی ہیں، ان کے (تمسک کے) بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ وہ اللہ کی کتاب اور میری سنت۔

روایت سوم: کتاب اللہ و سنۃ نبیہ

(۶) عَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَ سُنَّةِ نَبِيِّهٖ[2]

ترجمہ: عمرو بن عوف صحابی کہتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم میں دو (چیزیں) چھوڑیں ہیں، جب تک تم ان کے ساتھ تمسک کروگے تو ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ وہ اللہ کی کتاب اور

---

[1] حدیث ثقلین ص ۲۳۱ مولفہ مولانا محمد نافع بحوالہ کتاب التمہید لما فی الموطا من المعانی و الاسانید ص ۳۵۱ ج ۶، موجودہ قلمی نسخہ کتب خانہ پیر جھنڈا لابنِ عبد البر تحت البلاغیات

[2] حدیث ثقلین ص ۲۳۱ بحوالہ کتاب التمہید لما فی الموطا من المعانی و الاسانید ص ۳۵۱ ج ۶

خادم اہلسنت عبد الوحید الحنفی

نبی ﷺ کی سنت ہے۔

روایت چہارم: کتاب اللہ و سنت نبیہ

(۷) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاعْقِلُوْا اَیُّھَا النَّاسُ قَوْلِیْ فَاِنِّیْ قَدْ بَلَغْتُ وَ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اَنِ اعْتَصَمْتُمْ بِہٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا اَمْرًا بَیِّنًا کِتَابُ اللّٰہِ وَ سُنَّتِ نَبِیِّہٖ[1]

ترجمہ: ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

اے لوگو! میری بات کو سمجھو! تحقیق میں نے دین کی تبلیغ کی اور میں نے تم لوگوں میں وہ واضح روشن چیز چھوڑی ہے، اگر تم اس کو اخذ کروگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ وہ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

روایت پنجم: کتاب اللہ و سنتی

اَخْرَجَ اِبْنِ اَبِی الدُّنْیَا عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْہِ وَ نَحْنُ فِیْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ فَقَالَ اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ کِتَابَ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ سُنَّتِیْ فَاسْتَنْطِقُوا الْقُرْاٰنَ بِسُنَّتِیْ فَاِنَّہٗ لَنْ تَعْمٰی اَبْصَارُکُمْ وَ لَنْ

[1] سیرت ابن ہشام، خطبہ حجۃ الوداع مؤلفہ ابن ہشام متوفی ۲۱۸ھ

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

تَزِلَ اَقْدَامُکُمْ وَلَنْ تَقْصُرُ اَیْدِیْکُمْ مَا اَخَذْتُمْ بِهِمَا[1]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جس مرض میں وصال فرما گئے، اس میں ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم صبح کی نماز میں تھے۔ فرمایا کہ میں نے تمہارے درمیان اللہ کی کتاب اور اپنی سنت چھوڑی ہے۔ پس قرآن کی تشریح میری سنت کے ذریعے کرو۔ تمہاری آنکھیں اندھی نہ ہوں گی اور تمہارے قدم نہ پھسلیں گے اور تمہارے ہاتھ کوتاہی نہ کریں گے جب تک تم لوگ کتاب اللہ کو اخذ کیے رکھو گے۔[2]

روایت ششم: کتاب اللہ و سنۃ نبیہ

علامہ ابن جریر طبری نے ابن ابی النجیح سے اپنے اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا کہ:

اَیُّهَا النَّاسُ اَسْمَعُوْا قَوْلِیْ فَاِنِّیْ قَدْ بَلَغْتُ وَ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اَنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا کِتَابَ اللّٰهِ وَ سُنَّةَ نَبِیِّهٖ[3]

ترجمہ: اے لوگو! میری بات سنو! تحقیق میں نے تبلیغ کی اور میں

---

[1] الصواعق المحرقہ لابن حجر، فضائل علیؓ المرتضیٰ، الفصل الثانی تحت حدیث اربعین ص ۷۵ بحوالہ ابن ابی الدنیا متوفیٰ ۲۸۱ھ

[2] روایت خطیب بغدادی نے اپنے اسناد کے ساتھ کتاب الفقہ والمتفقہ ص ۹۴ ج ۱ طبع سعودی عرب میں تحت ذکر الخربان السنۃ الاتفارق الکتاب، بہ تفصیل درج کیا ہے۔

[3] تاریخ الامم والملوک لابن جریر طبری (المتوفیٰ ۳۱۰ھ) خطبہ حجۃ الوداع ص ۱۶۹ ج ۳

نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے، اگر تم اس کے ساتھ تمسک کروگے، ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ وہ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

روایت ہفتم: کتاب اللہ و سنتی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَلَفْتُ فِیْکُمْ شَیْئَیْنِ لَنْ تُضَلُّوْا الدھما کِتَابُ اللّٰہِ وَ سُنَّتِیْ وَ لَنْ یفتر فَا حَتّٰی یُرُدَا عَلَی الْحَوْضِ [1]

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں نے تم میں دو چیزیں اپنے بعد چھوڑی ہیں۔ ان کو اخذ کرنے کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ وہ اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوں گی حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

روایت ہشتم: کتاب اللہ و سنۃ نبیہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاس اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ فِیْ حجَّۃ الْوَدَاعِ فَقَالَ یَئِسَ الشَّیْطَان بِاَنْ بِاَرْضِکُمْ وَ لٰکِنَّہٗ رضٰی اَنْ یُطَاعَ فِیْ مَاسِوَا ذٰلِکَ مِمَّا تُحَاقِرُوْنَ مِنْ اَعْمَالِکُمْ فَاحْذَرُوْا اَیُّھَا النَّاس اِنِّیْ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنِ اعْتَصَمُوْ بِہٖ فَلَنْ تُضَلُّوْا

[1] السنن دار قطنی (المتوفیٰ ۳۸۵ھ) ص ۵۲۹ مطبع انصاری، خطیب بغدادی کتاب الفقیہ و المتفقیہ ص ۹۴ ج ۱ تحت ذکر الخبر بان السنۃ الاتفارق

اَبَدًا کِتَابُ اللّٰہِ وَ سُنَّۃِ نَبِیِّہٖ[1]

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو حجۃ الوداع میں خطبہ دیا۔ فرمایا کہ اس بات سے تو شیطان نا اُمید ہو چکا ہے کہ تمہاری زمین میں اس کی پرستش کی جائے۔ لیکن وہ پسند کرتا ہے کہ اس کی عبادت کے بغیر تمہارے اعمال کو حقیر جاننے کی صورت میں اس کی اطاعت کی جائے۔ لوگو! خوف کرنا۔ میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑتا ہوں، اگر اس کے ساتھ اخذ اور تمسک کرو گے تو کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ چیز اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

عبدالوحید الحنفی

روایت نہم: کتاب اللہ و سنتی

کِتَابُ اللّٰہِ وَ سُنَّتِیْ لَنْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَی الْحَوْضِ[2]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے تم میں دو چیزیں اپنے بعد چھوڑی ہیں۔ ان کو اخذ کرنے کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور میری سنت اور یہ

---

[1] مستدرک الحاکم (المتوفیٰ ۴۰۵ھ) ج ۱، باب کتاب العلم ص ۹۴ مطبوعہ حیدر آباد دکن، کتاب السنۃ محمد بن نصر المرزوی ص ۲۱ مطبوعہ الریاض سعودی عرب، احکام الاحکام لابن حزم ج ۶ باب ۳۶ ص ۸۰۹

[2] کنز العمال ج ۱ ص ۴۸ بحوالہ ابی النصر السجزی (متوفیٰ ۴۴۴ھ) فی الابانۃ ابی ہریرۃؓ

دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں۔

حاصل: مولانا محمد نافع صاحب لکھتے ہیں:

ان روایات سے معلوم ہوا کہ صرف کتاب و سنت کی تابعداری بالاستقلال واجب ہے۔ مستقلاً اور کسی کی اطاعت واجب نہیں۔

(۲) ان روایات مندرجہ نے اس مطلب کو صاف صاف بیان کر دیا ہے۔ کوئی خفا باقی نہیں رکھا۔ اگر بالفرض اہل بیتؓ عزت کے ساتھ اسی درجہ تمسک کرنا واجب ہے تو ان دونوں مذکورہ چیزوں کے ساتھ تیسرا اہل بیتؓ کا تذکرہ ایک ضروری امر تھا۔ جو یہاں بالکل مفقود ہے۔ معلوم ہوا کہ اصل دو بھاری (ثقیل) چیزیں یہی کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ ہیں۔ جن کی اطاعت کے بغیر دین مکمل نہیں ہو سکتا۔

(۳) نیز جن روایات میں صرف کتاب اللہ کا ذکر ہے، اس وجہ سے بھی ہے کہ کتاب کا مفہوم عمل با سنت پر مشتمل ہے۔ جیسے "اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ" اور "مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَ مَا نَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا" سے یہ چیز واضح ہے۔ پس عمل بالکتاب سے عمل بالسنۃ لازماً حاصل ہو گا۔[1]

[1] بحث تحقیق حدیث ثقلین مؤلفہ مولانا محمد نافع ص ۲۳۷، مطبوعہ تخلیقات لاہور، سن اشاعت ۲۰۰۰ء

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ کے بارے میں اہل تشیع کا عقیدہ

علماء شیعہ و مجتہدین کے اقوال سے بھی ائمہ کے فرامین میں تاکید کی گئی ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کیا جائے۔

روایت اول: فرمانِ رسول ﷺ

امام محمد باقر نے نبی کریم ﷺ کا جو حجۃ الوداع میں خطبہ ارشاد ہوا ہے، وہ نقل فرمایا۔ اس میں ذیل کا فرمان بھی موجود ہے:

فَإِذَا أَتَاكُمُ الْحَدِيْثُ فَاعْرِضُوْهُ عَلَى كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ سُنَّتِيْ فَمَا وَافَقَ كِتَابَ اللهِ وَ سُنَّتِيْ فَخُذُوْا بِهِ وَ مَا كِتَابَ اللهِ وَ سُنَّتِيْ فَلَا تَأْخُذُوْا بِهِ (احتجاج طبرسی، خطبہ حجۃ الوداع ص ۲۲۹)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی حدیث تمہارے پاس پہنچے تو اس کو اللہ کی کتاب اور میری سنت پر پیش کرو۔ جو کتاب اللہ اور میری کے موافق ہو، اس کو قبول کرو اور جو کتاب اللہ اور میری سنت کے برخلاف ہو، اس کو مت تسلیم کرو۔

روایت دوم: فرمان حضرت علیؓ المرتضیٰ

وَ لَكُمْ عَلَيْنَا الْعَمَلَ بِكِتَابِ اللهِ تَعَالىٰ وَ سِيْرَتِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِحَقِّهِ وَ النَّعْشَ لِسُنَّتِهِ[1]

---

[1] نہج البلاغۃ من خطبہ لہ علیہ السلام عند میبر اصحاب الجمل والبصرہ ص ۳۱۷

ترجمہ: حضرت علیؓ المرتضیٰ نے فرمایا: تمہاری رہنمائی کے لیے ہمارے ذمہ ہے کتاب اللہ اور سیرتِ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمل کرنا۔ اس کی کتاب کے حق کو قائم رکھنا اور ان کی سُنّت کو بلند کرنا۔

روایت سوم: فرمان حضرت علیؓ المرتضیٰ

وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَام مَنْ اَخَذَ دِيْنِهٖ مِنْ كِتَابِ اللهِ وَ سُنَّتِ نَبِيِّهٖ ذَالَتِ الْجِبَال قَبْلَ اَنْ يَزُوْل وَ مَنْ اَخَذَ دِيْنِهٖ مِنْ اَفْوَاهِ الرِّجَالِ رَدَّتْهُ الرِّجَال (اصول کافی، خطبہ کتاب ص ۵ طبع لکھنو)

ترجمہ: حضرت علیؓ المرتضیٰ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے دین کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے حاصل کیا، پہاڑ اپنی جگہ سے دور ہو سکتے ہیں، مگر یہ اپنے دین سے دور نہیں ہو گا۔ اور جس شخص نے افواہ رجال (یعنی لوگوں کے اقوال) سے اپنا دین حاصل کیا ہے، اس کو دوسرے لوگ اپنے دین سے پھیر سکتے ہیں۔[1]

روایت چہارم: فرمان حضرت علیؓ المرتضیٰ

فَالرَّدُّ اِلَى اللهِ الْاَخَذَ بِمُحْكَمِ كِتَابِهٖ وَ الرَّدُّ اِلَى الرَّسُوْلِ الْاَخَذَ بِسُنَّتِهِ الْجَامِعَةَ غَيْرَ الْمُفَرِّقَه

[1] الصافی شرح اصول کافی از خلیل قزوینی

ترجمہ: یعنی حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ شئ کو اللہ کی طرف رد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کتاب اللہ کے محکمات کے ساتھ تمسک کرنا اور چیز کو رسول کی جانب رد کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی سُنّت کو اخذ کرنا۔[1]

حاصل: اس سے صاف معلوم ہوا کہ نصّ قرآنی اور ائمہ کرام کے فرمان کے مطابق ضرورت کے وقت صرف کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنا اور تمسک کرنا ہے۔ کسی تیسری شخصیت کی جانب توجہ کرنے کی حاجت ہی نہیں۔[2]

روایت پنجم: حضرت علیؓ المرتضیٰ کی آخری وصیت

وَصِیَّتِیْ لَکُمْ اَنْ لَا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا وَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ فَلَا قطیعوا سُنَّتَہٗ وَ خَلَاکُمْ ذَمُّکُمْ[3]

ترجمہ: مطلب یہ ہے کہ سیدنا علیؓ المرتضیٰ کی آخری وصیت یہی ہے کہ لوگو! اللہ کے ساتھ کسی چیز کو مت شریک کرنا۔ یعنی اس کی کتاب کو ضائع نہ ہونے دینا اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو مت

---

1 نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۲۴، اشتر نخعی کو لکھا گیا مکتوب
2 حدیث ثقلین ص ۲۴۸ مؤلفہ مولانا محمد نافع صاحب
3 نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۲۱ من کلامہ علیہ السلام قبل موتہ علی سبیل الوصیۃ بہ ابن ملجم

کھو دینا۔ ان دونوں ستونوں کو قائم رکھنا۔ ہر برائی تم سے دور رہے گی۔

روایت ششم: امام جعفر صادقؒ

عَنِ ابْنِ اَبِیْ عُمَیْر عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِهٖ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَام یَقُوْلُ مَنْ خَالَفَ کِتَابِ اللّٰهِ وَ سُنَّةِ مُحَمَّد فَقَدْ کَفَر

ترجمہ: امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جس نے کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ کی مخالفت کی، وہ کافر ہو گیا۔

حاصل: ان چھ روایات سے صاف صاف معلوم ہوا کہ کسی خبر اور کسی روایت کی صداقت و بطلان معلوم کرنے کا معیار صرف کتاب و سنت ہے۔ اور ردّ و قبول کا فیصلہ کرنے کے لیے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہی کافی ہے۔ اگر وہ ان دونوں کے موافق ہے تو قابلِ اعتماد و لائق اعتبار ہے اور اخذ کرنے و تمسک کرنے کے مناسب ہے۔ اگر وہ روایت یا خبر ان دونوں (کتاب و سنت) کے مخالف ہے تو قابلِ اعتماد نہیں ہے۔ ان میں اہل بیت و عترت کو ان دو کے ساتھ ساتھ حق و باطل کا معیار قرار نہیں دیا گیا۔[1]

[1] حدیث ثقلین ص ۲۵۰، مولفہ مولانا محمد نافع، مطبوعہ تخلیقات، علی پلازہ، ۵ مزنگ روڈ لاہور

خادم اہلسنت عبد الوحید الحنفی

حدیث ثقلین کے بارے شیعہ کیا کہتے ہیں؟

جب اہل السنت و الجماعت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا کہتے ہیں تو شیعہ علماء سنت رسول اللہ ﷺ کو نظر انداز کر کے ایک روایت صحیفہ علی رضا کی پیش کرتے ہیں۔ جس کو وہ حدیث ثقلین کہتے ہیں۔

اسناد صحیفہ علی رضا

(۱) عَنِ الْحَافِظِ ابْنِ عَسَاکر عَنْ زَاهر اسْحَانِی عَنِ (الْحَافِظِ الْبَیْهَقِیْ) عَنْ اَبِی الْقَاسِمِ المفسر عن ابراهیم بن جعده عن ابی القاسم عبد اللہ بن احمد بن عامر الطائی بالبصرۃ قال حدثنی ابی سنۃ مائتین و ستین (۲۶۰ھ) قال حدثنی علی بن موسی الرضا علیه السلام سنۃ مائۃ و اربع و تسعین (۱۹۴ھ) قال حدثنی ابی موسی بن جعفر قال حدثنی ابی جعفر بن محمد قال حدثنی ابی محمد بن علی قال حدثنی ابی علی بن الحسین قال حدثنی ابی الحسین بن علی قال حدثنی علی بن ابی طالب سلام اللہ علیهم اجمعین الی یوم الدین:

قال رسول اللہ ﷺ کانی قد دعیت فاجبت و انی تارک

فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ عز و جل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی فانظروا اکیف تخلفونی فیھما[1]

ترجمہ: روایت کا حاصل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے اپنی طرف دعوت دی گئی ہے اور میں نے قبول کر لی ہے اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں، ایک اُن میں سے دوسری چیز سے بڑی ہے۔ اللہ کی کتاب جس کی مثال اس طرح ہے جیسے آسمان کی جانب سے زمین کی طرف رسی دراز کی گئی ہو اور میری عترتِ اہل بیت۔ دیکھنا! تم اُن کے حق میں کس طرح میری جانشینی کرتے ہو یعنی اُن سے کیسے معاملہ کرتے ہو؟

تحقیق: صحیفہ علی رضا میں جتنی روایات درج ہیں، اُن سب کی ایک سند ہے جو ابتدائے صحیفہ ہذا درج ہے۔ اسی سند پر صحیفہ کی صحت کا دارومدار ہے۔

اب اس صحیفہ علی رضا کے بارے میں اکابر علماء رجال و محدثین کی آرا جو اس صحیفہ سے منسوب بعلی رضا کے بارے میں ہیں، وہ یہ ہیں:

---

[1] صحیفہ علی رضا ابن موسیٰ کاظم ص ۱۴ مطبوعہ مصر طبع شامی ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۰ء

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

صحیفہ علی رضا کی روایت جعلی اور من گھڑت ہے

(۱) میزان الاعتدال للذہبی میں ہے:

عن عبداللہ بن احمد بن عامر عن ابیہ عن علی الرضا عن أبائہٖ بتلک النسخۃ الموضوعۃ الباطلۃ ما ینفک عن وضعہ او وضع ابیہ۔ قال الحسن بن علی الزہری کاُمِّیًا لم یکن بالمضی۔[1]

ترجمہ: عبداللہ بن احمد نے ایک نسخہ روایت جعلی اور وضعی امام علی رضا اور ان کے آباؤ اجداد کی طرف منسوب کر رکھا ہے۔ یا تو خود اس نے اس صحیفہ کو وضع کیا ہے یا اس کے باپ نے یہ خدمت انجام دی ہے۔ اور حسن بن علی زہری نے کہا ہے کہ یہ شخص اُمّی تھا اور پسندیدہ آدمی نہیں تھا۔۔۔۔الخ

(۲) لسان المیزان ج۳ عمار ص۱۰۹۷ و ص۲۵۲ میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے بعینہٖ مذکورہ الفاظ سے اُس کو ذکر کیا ہے۔

(۳) حضرت علامہ علی قاری حنفی نے بھی اپنی کتاب المصنوع فی احادیث الموضوع ص۳۶ میں اس مروی نسخہ کے متعلق تصریح فرمادی ہے کہ:

---

[1] میزان الاعتدال للذہبی ج۲ ص۲۲

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

و عبداللہ بن احمد عن ابیہ عن علی الرضا عن أبائہٖ یراوی نسُخَۃً بَاطِلَۃً مَوْضُوْعَۃً ماینفک عن وضعہٖ وعن وضع ابیہ

حاصل یہ ہے کہ عبد اللہ بن احمد نے امام علی رضا کے باپ دادا کے نام منسوب کر کے ایک جعلی اور وضعی نسخہ لوگوں میں پھیلایا ہوا ہے۔ روایت ثقلین بھی اس صحیفہ میں موجود ہے اور اسی زمرہ میں شمار ہو گی۔ (حدیث ثقلین ص ۴۳)

(۲) حدیث ثقلین اسناد از طبقات ابن سعد

طبقات ابن سعد کی روایت میں عطیہ عوفی ہے، جس کے بارے میں کتب رجال میں ہے کہ:

عطیۃ بن سعد بن العوفی الجدليِّ الکوفی ابو الحسن یخطی کثیرًا کان شِیْعِیًّا مُدِلِسًا[1]

ترجمہ: یہ شخص روایت میں کثیر الخطاء تھا، شیعی مسلک کا تھا۔ جس سے روایت لیتا تھا، اُس کا نام ذکر نہیں کرتا تھا۔

(ب) مسلم بن الحجاج ذکر عطیۃ العوفی فقال ھو ضعیف الحدیث ثم قال بلغنی ان عطیۃ کان یاتی الکلبی ویسالہ عن

---

[1] تقریب التہذیب ص ۳۶۳ طبع لکھنؤ، قانون الموضوعات والضعفا للطاہر الفتنی الہندی

التفسیر و کان یکنہ بابی سعید فیقول قال ابو سعید

ترجمہ: امام مسلم بن الحجاج کہتے ہیں کہ یہ شخص حدیث کے باب میں ضعیف ہے۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ عطیہ عوفی، محمد بن السائب کلبی کے پاس آیا کرتا تھا اور اس کے مغلقات تفسیر قرآنی دریافت کرتا اور کلبی کی کنیت اس نے اپنی طرف سے تجویز کر رکھی تھی اور کہتا کہ ابو سعید یوں کہتا ہے۔

(ج) قَالَ الْجرْ جَانِیْ مَائِلٌ

ترجمہ: جرجانی کہتے ہیں کہ یہ شخص شیعہ کی طرف رغبت رکھتا تھا۔

(د) قَالَ النِّسَائِیْ ضَعِیْفٌ

اور نسائی نے کہا ہے کہ یہ شخص ضعیف ہے۔

(ہ) وَ کَانَ یَعُدُّہٗ ابْنِ عَدِیٍّ مَعَ شِیْعہ اھْلِ الْکُوْفَه

ترجمہ: ابن عدی اس کو کوفہ کے شیعوں میں شمار کرتے تھے۔

(و) قَالَ اَبُوْ بَکْرِ الْبَزَّار کَانَ یَعُدُّہٗ فِی التَّشِیْع

ابو بکر بزار اس کو شیعوں میں شمار کرتے تھے۔[1]

حاصل یہ ہے کہ عطیہ کوفی ضعیف ہے اور عطیہ عوفی شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسے شخص کی روایت کسی قیمت پر بھی قبول کے

[1] تہذیب والتہذیب ص ۲۲۱، طبع دکن ج ۷، کتاب المجروحین ج ۲ تحت عطیہ

خادم اہلسنت عبد الوحید الحنفی

لائق نہیں۔ اس کا شیخ محمد بن السّائب الکلبی مشہور کذاب ہے اور سبائی کمیٹی کا صرف ممبر ہی نہیں بلکہ اس گروپ کا لیڈر بھی ہے۔[1]

عطیہ عوفی شیعہ کتب رجال میں

شیعہ کتب رجال میں ہے کہ:

(۱) عطیه العوفی من اصحاب باقرٍ علیه السلام

(۲) رجال ما مقالی عطیه الکوفی العوفی من اصحاب باقر علیه السلام[2]

یعنی عطیہ العوفی فریقین کے ہاں مسلم و پختہ شیعہ ہیں۔ اس طرح اُن کی روایت متنازع فیہ مسائل میں قابل اعتناء اور حجت نہیں۔

حجۃ الوداع کے موقع پر حدیث ثقلین

(۳) حدیث ثقلین اسناد از مصنف ابی بکر ابی شیبہ

اسناد از مصنف ابی بکر بن عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفیٰ ۲۳۵ھ میں منقول روایت کے راوی شریک بن عبد اللہ الکوفی ہیں۔

---

1 تقریب التہذیب ص ۲۴۶، میزان الاعتدال ج ۳ ص ۶۱، تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۷۸

2 جامع الرواۃ ص ۵۳۱ ج ۱ طبع ایران، رجال مامقالی ص ۲۵۳ ج ۲

ان کے بارے میں امام عبد اللہ بن ادریس کا قول ہے کہ:

ان شریکا کان لشیعتی

کہ شریک تو شیعی بزرگ ہیں۔

(ب) حافظ ابن حجر تہذیب میں لکھتے ہیں:

قَالَ السَّاجِیُّ کَانَ یُنسبُ اِلَی التَّشِیْعُ الْمُفْرِطِ

ساجی کہتے ہیں کہ یہ بزرگ تیز قسم کے شیعہ تھے۔

شریک بن عبد اللہ شیعہ رجال میں

رجال مامقانی "تنقیح المقال" میں لکھتے ہیں کہ:

عَنْ کَشُفِ الْغُمَّۃ مَا ھُوَ نصٌّ فِیْ کُوْفِہٖ اَمَامِیًّا وَ ذٰلِکَ یُثْبِتُ نَجَابَتَہٗ

یعنی کتاب کشف الغمہ میں شریک کا امامی ہونا منصوص ہے۔

(۴) حدیث ثقلین، اسناد مسند اسحٰق بن راہویہ متوفیٰ ۲۳۷ھ

اس میں یہ روایت کثیر بن زید رومی سے مروی ہے۔

قَالَ ابْنِ اَبِیْ حَاتم فِیْ کِتَاب الْجرْح وَ التَّعْدِیْل --- سُئِلَ یَحْیٰی بِنْ مَعِیْن عَنْ کَثِیْرِ بْنِ زَیْد فَقَالَ لَیْسَ بِذٰلِکَ الْقَوِیّ

یحیٰی بن معین نے اس شخص کثیر بن زید کے بارے میں کہا ہے کہ

محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

(ب) فَقَالَ اَبُوْ ذُرْعَة هُوَ صُدّوق فِيْهِ لِيْن

ابو ذرعہ کہتے ہیں کہ اس میں ضعف پایا جاتا ہے، پختہ نہیں ہے۔

(ج) قَالَ النِّسَائِیْ ضَعِيْفٌ

نسائی نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے۔

(د) قَالَ ابْنِ الْمَدِيْنِیّ وَ لَيْسَ بِقَوِیٍّ

ابن مدینی نے لکھا ہے کہ محدثین کے ہاں یہ قوی نہیں ہے۔

(۵) اسانید مسند احمد بن حنبلؒ الشیبانی متوفی ۲۴۱ھ

حافظ عبدالوحید الحنفی

مسند احمد بن حنبلؒ کی روایات میں یہ روایت چار جگہ آئی ہے، جس کا راوی عطیہ عوفی ہے۔ جن کے بارے میں وضاحت ہو چکی ہے کہ وہ شیعہ اور ضعیف تھے۔

عبد الملک نے عطیہ عوفی سے، عطیہ عوفی نے ابی سعید سے جو روایات نقل کی ہیں، اُن کے بارے میں امام بخاریؒ نے تاریخ صغیر میں امام احمد بن حنبلؒ سے ایک تبصرہ اور تنقیدی تبصرہ کیا ہے:

قال احمد فی حدیث عبد الملک عن عطیہ عن ابی سعید

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترکت فیکم الثقلین۔۔۔ احادیث الکوفین

ھذہ مناکیر[1]

ترجمہ: عطیہ کی ابو سعید سے یہ کوفیوں کی روایات ہیں۔ اُن کو منکر روایات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ثقہ لوگوں کے خلاف مروی ہیں۔

(۲) مسند احمد کی دو روایتوں میں شریک بن عبد اللہ صاحب، جس کی مکمل پوزیشن مصنف ابن ابی شیبہ نے جو لکھی ہے، اس کے مطابق یہ شخص ضعیف ہے، مضطرب الحدیث ہے، کثیر الغلط ہے، ردّی حفظ ہے، مدلّس ہے، شیعہ بزرگ ہے اور تیز قسم کا شیعہ ہے۔ ان توضیعات کے بعد اُس کی اس باب میں روایت قبول کر لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔[2]

(۳) مسند احمد کی ایک روایت میں زید بن ارقم خود فرماتے ہیں کہ:

میری عمر بڑی ہو گئی ہے اور بعض چیزیں جو رسول اللہ ﷺ کی مجھے یاد تھیں، وہ اب بھول گیا ہوں۔ یہ روایت چونکہ مسلم شریف میں بھی ہے، اس کی تحقیق وہاں درج ہے۔[3]

---

[1] تاریخ صغیر امام بخاری ص ۱۲۶ طبع انوار احمدی الہ آباد

[2] حدیث ثقلین ص ۵۴ مولفہ مولانا محمد نافع مطبوعہ ادارہ تخلیقات علی پلازہ، ۳ مزنگ روڈ لاہور

[3] مسند احمد بن حنبل ص ۳۶۶ تحت مسندات زید بن ارقم

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

(٦) اسناد مسند عبد بن حمید متوفی ۲۴۳/۲۴۹ھ

اس کی روایت میں بھی دو بزرگ ایسے ہیں جن کی پوزیشن مشکوک ہے۔ ایک یحییٰ بن عبد الحمید، دوسرے اس کے شیخ شریک بن عبد اللہ۔ شریک بن عبد اللہ کے بارے میں آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ وہ تیز قسم کے شیعہ تھے۔

یحییٰ بن عبد الحمید اہل سنت رجال میں

یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی الکوفی رُدِیَ عن شریک

۔۔۔اَمَّا اَحْمَدُ فَقَالَ کَانَ یُکذِبُ جِهَارًا

یحییٰ بن حمانی مذکور کے متعلق امام احمد کہتے ہیں کہ یہ شخص علی الاعلان جھوٹ کہتا تھا۔

(ب) وَقَالَ نِسَائِیُ۔۔۔ ضَعِیْفُ

نسائی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(ج) قَالَ مُحَمَّدُ بن عَبْدُاللّٰہ ابْنُ حَمَانِی کَذَّابٌ۔۔۔

محمد بن عبد اللہ نے اس کو بڑا کذاب کہا ہے۔

(د) قَالَ ابْنُ عَدی اَحَادِیْثَهٗ اَحَادِیْثُ مَنَاکِیْرُ اَنَّهٗ شِیْعِیٌّ بَغَیْضٌ

ابن عدی اس شخص کی روایات کو منکر روایات میں شمار کرتا ہے اور یہ شخص سخت بغض رکھنے والا شیعہ ہے۔

(۵) قَالَ زِيَادِ بْنِ اَيُّوب سَمِعْتُ يَحْيىٰ بِنْ اَلْحَمَانِي يَقُوْلُ كَانَ مُعَاوِيَةَ عَلٰى غَيْرِ مِلَّتِ الْاِسْلَام قَالَ زِيَادْ كَذَبَ عَدُوّ الله

زیاد بن ایوب کہتے ہیں کہ میں نے یحیٰ بن الحمانی کو کہتے ہوئے سنا کہ معاویہ ملت اسلام پر قائم نہیں تھا۔ مگر اُس خدا کے دُشمن نے جھوٹ کہا۔[1]

یحیٰ بن عبد الحمید شیعہ رجال میں

يَحْيىٰ بِنْ عَبْدُ الْحَمِيْد الْحَمَانِي ۔۔۔ لَهٗ كِتَاب عَنْه مُحَمَّد بن اَيُّوب بن يَحْيىٰ (تہذیب ص ۲۲۵ ج ۱۱)

(۲) قَالَ اَبُوْ عَمْرِو كشی ۔۔۔ قَالَ يَحْيىٰ بِنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ الْحَمَانِي فِيْ كِتَابِهِ الْوف فِيْ اثْبَاتِ اِمَامه اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَام الخ (جامع الرواۃ ج ۲ ص ۳۳۰)

یعنی حمانی مذکور نے علی علیہ السلام کی امامت کے اثبات میں ایک کتاب تالیف کی ہے۔ ابو عمرو کشی نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔

اسی طرح مخلص المقال فی تحقیق الاحوال الرجال قسم خامس باب الیاء میں ان کے متعلق لکھا ہے کہ یہ غیر مذموم رواۃ میں شامل ہیں۔[2]

---

[1] میزان الاعتدال ذہبی ص ۲۹۵ ج ۳ طبوعہ مصر

[2] رجال مامقانی ج ۳ ص ۳۱۸، حدیث ثقلین ص ۵۷ مولانا محمد نافع

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

اسناد از نوادر الاصول حکیم ترمذی متوفی ۲۵۵/۳۲۰ھ

روایت ثقلین کی حدیث ینابیع المودہ میں نوادر الاصول حکیم ترمذی کے حوالہ سے لکھی گئی ہے۔ اس روایت میں زید بن الحسن انماطی شیعہ رجال میں سے ہے۔

(۱) زَیْد بن الْحَسَن الْاَنْمَاط ۔۔۔ قَالَ اَبُوْ حَاتِم مُنْکَرُ الْحَدِیْث۔۔۔

(۲) زَیْد بن الْحَسَن الْقَرْشِیُّ اَبُو الْحَسَنِ الْکُوْفِیّ صَاحِب الْاَنْمَاط ضَعِیْف مِنَ الثَّامِنَۃ

(۳) قَالَ اَبُوْ حَاتِم کُوْفِیّ قَدِمَ بَغْدَاد مُنْکَرُ الْحَدِیْث روٰی لَہُ الْترمِذِیّ حَدِیْثًا وَاحِدًا ۔۔۔ روٰی عَنْ جَعْفَر بْنِ مُحَمَّد بْنِ عَلِیّ بْنِ الْحُسَیْن وَمَعْرُوْف بن خرْبُوْذ الْمَکی

ترجمہ: زید بن الحسن صاحب الانماط کے لقب سے مشہور ہے اور ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ شخص کوفی ہے اور بغداد میں بھی آیا ہے۔ ثقہ اور معتبر لوگوں کے خلاف روایتیں چلاتا ہے۔ امام ترمذی نے اس کی صرف ایک حدیث روایت کی ہے اور یہ شخص امام جعفر صادق سے اور معروف بن خربوذ مکی سے روایت کرتا ہے۔[1]

---

1 تقریب التہذیب ص ۱۷۲، میزان الاعتدال ذہبی ج ۱ ص ۳۶۲، تہذیب التہذیب ص ۴۰۶ ج ۳

زید بن الحسن انماطی شیعہ رجال میں

رجال تفرشی میں ہے:

زید بن الحسن الانماطی (تفرشی ص ۱۴۳)

زید بن الحسن السند عنه (منتہی المقال ابو علی ص ۲۰۸ باب الزاد)

مامقانی میں ہے:

و ظاهر کوفه امامیا (تنقیح المقال مامقانی)

حاصل یہ ہے کہ زید بن الحسن الانماطی مسند عنہ ہے یعنی اس سے شیعی روایات لی جاتی ہیں۔ اور امام جعفر صادق کے اصحاب میں شمار کیا گیا ہے۔ اور مامقانی مزید اضافہ کرتے ہیں کہ اس کا مذہب "امامی" ہونا ظاہر ہے۔

حاصل یہ ہوا کہ ایسے لوگوں کی روایت چشم پوشی کرتے ہوئے کیسے قبول کر لی جائے جو ضعیف ہو، منکر الحدیث، امامی المذہب ہوں، شیعہ رجال میں مروی ہوں۔ (حدیث ثقلین مؤلفہ مولانا محمد نافع ص ۶۰)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اسناد حدیث ثقلین از ترمذی شریف

ابو عیسیٰ ترمذی المتوفیٰ ۲۷۹ھ نے جامع ترمذی میں روایت ثقلین دو طریقوں سے روایت کی ہے۔ طریق اول میں زید بن الحسن راوی ہے۔ جس کے بارے میں محدثین نے لکھا ہے کہ راوی منکر روایات لاتا ہے

اور معروف مکی جو مشہور شیعہ راوی ہے، اس کا سب اندوختہ زید بن الحسن راوی نے قوم میں پھیلا۔ یہ راوی مقبول الروایت امامی المذہب ہے۔ اور چھٹے امام جعفر صادق کے خصوصی اصحاب میں اس کا شمار ہے۔

ان تفصیلات کے منقح ہونے کے بعد روایت ترمذی اہل سنت کے قواعد کی رو سے قبول نہیں کی جاسکتی۔

اور ترمذی شریف کی دوسری روایت میں تین راوی ایسے ہیں کہ جو مخلص شیعہ تھے:

(۱) علی بن المنذر کوفی (۲) محمد بن فضیل (۳) عطیہ عوفی۔

ان کے اخلاص فی التشیع معلوم کرلینے کے بعد ردو قبول کا مسئلہ خود بخود ہی حل ہو جاتا ہے۔ اور خود امام ترمذی نے بھی اس روایت کو غریب لکھا ہے۔ (تقریب التہذیب ص ۳۷۶)

علی بن المنذر سُنّی رجال میں

(۱) عَلِی بن الْمَنْذر الْطَرِيْق الْكُوْفِيّ يتشيّع مِنَ الْعَاشِرَة[1]

ترجمہ: علی بن المنذر طریقی کوفی صاحب خالص شیعہ مسلک رکھتے تھے۔

(۲) قَالَ النِّسَائِیْ شِيْعِیٌّ مَحْض مَاتَ سَنَة ۲۵۶۔[2]

[1] تقریب التہذیب ص ۳۷۶

[2] میزان الاعتدال

امام نسائی فرماتے ہیں کہ یہ خالص شیعہ مسلک رکھتے تھے۔ ۲۵۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

(۳) عَلِيّ بُن الْمنذَر بُن زَيْده الْاودِیُّ اَبُو الْحَسَن الْكُوْفِيّ الْطَرِيْقُ قَالَ النِّسَائِیْ شَيِعِیٌّ مَحْض ۔۔۔ قَالَ مسلمةُ بن قَاسِمِ لَا بَأْسَ بِه وکان يَتَشَيُّعُ (تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۸۶)

ترجمہ: نسائی اور مسلمہ بن قاسم فرماتے ہیں کہ علی بن المنذر شیعہ تھے۔

محمد بن فضیل سُنّی رجال میں

(۱) مُحَمَّد بن فُضَيْل بن غَزْوَان الضِّبِیّ الْكُوْفِيّ رُمی بِالتَّشِيُّع (تہذیب ص ۴٦۷)

ترجمہ: محمد بن فضیل ضبی کوفی شیعیت کی طرف منسوب ہے۔

(۲) قَالَ اَحْمَد حَسَنَ الْحَدِيْث شِيْعِیٌّ وَ قَالَ اَبُوْ دَاوُد كَانَ شِيْعِيًّا محترقًا

ترجمہ: احمد کہتے ہیں حسن الحدیث ہے لیکن شیعہ ہے۔ ابو داؤد نے کہا کہ یہ جلنے والا شیعہ تھا (یعنی خلفائے ثلاثہ کے اسماء سے جلتا تھا)۔

(۳) قَالَ بَعْضُهُمْ لَا يُحْتبعُّ بِه

ترجمہ: بعض نے کہا ہے: اس شخص کے ساتھ دلیل پکڑنا درست

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

نہیں ہے۔

(۴) قَالَ ابْنِ حَبَّان کَانَ یَغْلُوْ افِی التَّشِیُعِ۔۔۔

ترجمہ: ابن حبان کہتے ہیں کہ تشیع میں غالی تھا۔

(۵) قَالَ الدَّار قُطْنِی کَانَ مُنْحَرِفًا عَنْ عُثْمَانَ[1]

ترجمہ: دار قطنی کہتے ہیں کہ خلافتِ عثمانؓ و صداقتِ عثمانؓ سے منحرف تھا۔

محمد بن فضیل شیعہ رجال میں

مُحَمَّد بن الفُضَیْل ابن غَزْوَان الضِّبِیّ ۔۔۔ مِنْ اَصْحَاب الصَّادِق عَلَیْهِ السَّلَام ثقته (تہذیب ج۹)

ترجمہ: محمد بن فضیل ضبی اصحاب صادق عیہ السلام میں سے ہے اور معتمد علیہ ہے۔

قُلْتُ وَعَنْ اسمعانِی اَنَّهٗ کَانَ یَغْلُوْ افِی التَّشِیُع[2]

ترجمہ: سمعانی کہتے ہیں کہ یہ تشیع میں غالی تھے۔

حاصل: مذکورہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ ترمذی شریف کی یہ ہر دو روایات بھی شیعہ راویوں کی ہی مرہون منت ہیں۔

---

[1] میزان الاعتدال ذہبی ص ۱۲۲ ج ۳
[2] مہنتی المقال ابو علی ص ۳۵۷

اسناد حدیث ثقلین صحیح مسلم شریف

امام مسلم بن الحجاج القشیری (متوفی ۲۶۱ھ) نے اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے:

حَدَّثَنِیْ زُھَیْر بن حَرَب وَ شُجَاع بن مخلد لر حمیعًا عَنِ ابْنِ علیه (اِسْمٰعِیْل بن اِبْرَاھِیْم) قَالَ زھیر حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْل بن اِبْرَاھِیْم۔ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ حیان حَدَّثَنِیْ یَزِیْد بن حیان۔ قَالَ انطلقت اَنَا وَ حصین بن بسرة و عمر بن مسلم اِنِّیْ زَیْد بن اَرْقَم فَلَمَّا جَلَسَنَا اِلَیْهِ قَالَ لَهٗ حصین لَقَدْ لَقِیْت یَا زَیْد خَیْرًا کَثِیْرًا رَأَیْتُ رَسُوْل اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ سَمِعْتُ حَدِیْثَهٗ وَ عزوْتَ مَعَهٗ وَ صَلَّیْتَ خَلْفَهٗ لَقَدْ لَقِیْت یَا زَیْد خَیْرًا کَثِیْرًا حَدَّثَنَا یَا زَیْد مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْل اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ یَا ابْنِ اَخِیْ وَ اللّٰهِ لَقَدْ کَبُرَتْ سِنِّیْ وَ قَدَمَ عَهْدِیْ وَ نَسِیْتُ بَعْضَ الَّذِیْ کُنْت اعی مِنْ رَسُوْل اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَمَا حدثتکم فاقبلوہ و مالا فلاتکلفونیه ثم قال قام رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوما فینا خطیبا بما یدعی خما بین مکة و المدینة فحمد اللّٰه و اثنی علیه و وعظ و ذکر ثم قال اما بعد الا ایها الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب و انا تارک فیکم الثقلین اولها کتاب اللّٰه

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

و الستمسکو ابه فحث علی کتاب اللہ و رغب فیه ثم قال و اهل بیتی اذکر کم اللہ فی اهل بیتی فقال له الحصین و من اهل بیته یا زید الیس نسائه من اهل بیته؟ قال نسائه من اهل بیته و لکن اهل بیته من حرما الصدقة بعده قال من هم؟ قال هم ال علی و ال عقیل و ال جعفر و ال عباس قال کل هو لاء حرم الصدقة قال نعم[1]

ترجمہ: امام مسلم نے (۱) زہیر بن حرب و شجاع بن مخلد سے سُنا۔ انہوں نے (۲) اسمٰعیل بن ابراہیم سے سنا (۳) انہوں نے ابو حبان سے سنا (۴) انہوں نے یزید بن حبان سے سنا (۵) وہ کہتے ہیں کہ میں اور حصین بن سبرہ و عمران بن مسلم تینوں زید بن ارقمؓ کے پاس گئے۔ جب ہم لوگ اُن کے پاس بیٹھ گئے تو حصین نے اُن سے کہا کہ اے زید! آپ نے خیر کثیر حاصل کی ہے، حضور علیہ السلام کا آپ نے دیدار کیا ہے، آپ کی احادیث سنی ہیں اور اُن کے ساتھ ہو کر جہاد کیا، آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ اے زید! آپ نے خیر کثیر پائی، حضور علیہ السلام سے جو آپ نے سُنا ہے، وہ ہم کو بیان کیجیے۔ زید جواب میں کہنے لگے: اللہ کی قسم! اے بھتیجے! میری عمر بڑی ہو گئی ہے اور بعض چیزیں جو رسول اللہ ﷺ کی

[1] مسلم شریف ج ۲ باب فضائل علی ص ۲۷۹ طبع نور محمدی دہلی، اردو عربی ج ۶ ص ۱۰۲

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

مجھے یاد تھیں، وہ اب بھول گیا ہوں۔ لہٰذا جو کچھ میں تم کو بیان کروں، اس کو قبول کر لو اور جو جو بیان نہ کر سکوں، اس کی مجھے تکلیف مت دو۔ پھر اس کے بعد زید کہنے لگے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ہمارے درمیان غدیر خم میں جو مکہ و مدینہ کے درمیان واقع ہے، کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ پس آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور وعظ و نصیحت فرمائی۔

پھر اس کے بعد فرمایا کہ اے لوگو! میں بھی ایک انسان ہوں۔ عن قریب اللہ کی جانب سے قاصد موت میرے ہاں پہنچے گا۔ میں قبول کر لوں گا اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ان دو میں سے پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس اللہ کی کتاب کو پکڑو اور اس کے ساتھ تمسک کرو۔ پس حضرتؐ نے کتاب اللہ کے عمل پر برانگیختہ کیا اور اس کی رغبت دلائی۔

پھر اس کے بعد فرمایا: اور میرے اہل بیت ہیں۔ تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ اپنے اہل بیت کی طرف اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔

حصین نے کہا: اہل بیت آپ کے کون ہیں؟

اے زید! کیا آپ ﷺ کی ازواج اہل بیت نہیں ہیں؟

زید نے کہا: آپ ﷺ کی ازواج بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔

لیکن اہل بیت وہ ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے۔ حصین نے کہا: وہ کون لوگ ہیں؟ زید نے کہا: وہ آلِ علی، آلِ عقیل، آل جعفر اور آل عباسؓ ہیں۔ اور حصین نے کہا: ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ زید نے کہا: جی ہاں!

حدیث پر تحقیق

(ا) یہ حدیث حضرتؐ نے ہجرت کے نویں سال جب حجۃ الوداع کر کے لوٹے تو راستہ میں غدیر خم کے مقام پر جہاں سے اہل یمن کا راستہ جدا ہوتا تھا، فرمائی۔ آپ نے اس موقع پر تاکید کی کہ قرآن پر جمے رہنا، اس سے ہدایت لینا، اس پر عمل کرنا۔ اور اسی خطبہ میں فرمایا کہ میرے اہل بیت کا خیال رکھنا، اُن سے محبت رکھنا، ان کو ایذا نہ دینا۔ اس نصیحت پر سوائے اہل السنت و الجماعت کے کوئی فرقہ قائم نہیں ہے۔ سبائیوں اور بلوائیوں نے حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے خلاف من گھڑت الزامات کا طوفان کھڑا کر کے حضور ﷺ کے اہل بیت، ازواج مطہرات اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کو پریشان کیا۔

پھر خارجیوں نے اہل بیت کو چھوڑ کر نیا راستہ اختیار کر کے حضرت علیؓ المرتضیٰ کو شہید کیا۔ روافض نے اہل بیت کے عنوان سے صحابہؓ اور ازواج مطہراتؓ کے خلاف کیا کیا بہتان لگائے اور امت کو ان سے جدا

کرنے کے لیے کیا کیا سازش کی۔ ایک اہل سنت محفوظ رہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کے خلفائے راشدینؓ کی بھی پیروی کی اور ازواج مطہراتؓ اور اہل بیتؓ کی محبت و عقیدت بھی رکھی اور اس کے برعکس روافض نے قرآن سے منہ موڑ کر اور سنت کو پسِ پشت ڈال کر من مانے عقیدے گھڑے اور اُمت کو ایک انتشار اور خلفشار میں مبتلا کر دیا۔

(۲) اس روایت میں زید نے ازواج مطہراتؓ کو اہل بیت میں داخل کیا ہے اور دوسری میں خارج۔ ان دونوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ اہل بیت سے ایک معنٰی میں یہ مقصود ہیں۔ اور ایک وہ اہل بیت جو گھر میں رہتے ہیں۔ یعنی عیال جن کے احترام اور اکرام کا حکم ہے۔ اُن میں ازواج مطہراتؓ بھی داخل ہیں۔ اور قرآن کی آیت تطہیر جو وارد ہے اس میں ازواج مطہرات اسی معنٰی میں اہل بیت ہیں۔ قرینہ اس کا یہ ہے اس آیت کے اول اور آخر میں حضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کا ذکر ہے۔ اور انہی کی طرف خطاب ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی کی نسبت قرآن میں اہل بیت کا لفظ موجود ہے۔

اور ایک معنٰی اہل بیت کا یہ ہے کہ جن پر آنحضرت ﷺ نے حدیث میں صدقہ حرام کر دیا ہے۔ اس میں آلِ علیؓ، آلِ ہاشم، آلِ جعفرؓ، آلِ عباسؓ کو بھی اہل بیت میں شامل کیا گیا ہے۔

(۳) مولانا محمد نافع حدیث ثقلین کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

زید بن ارقمؓ کی یہ روایت اُس زمانہ کی بیان کردہ ہے کہ عمر بڑی ہو گئی تھی۔ واقعات کو دیکھے سنے مدت دراز ہو گئی تھی۔ حضور ﷺ سے سُنی ہوئی چیزیں اب پوری طرح محفوظ نہیں رہی تھیں۔

زید بن ارقمؓ نے جیسے یہاں بیان روایت سے قبل معذرت ذکر کی ہے، اسی طرح اُن سے مسند احمد بن حنبل ص۳۶۶ ج۴ کی روایت ہشتم میں بھی یہی الفاظ معذرت مروی ہیں۔

اور سنن ابن ماجہ باب التوقی فی الحدیث ص۴ میں بھی یہی اظہار معذرت حضرت زیدؓ بن ارقم سے منقول ہے۔ چنانچہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ جب اُن کو ذکر کرتے ہیں کہ:

حدثنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال (زید) کبرنا و نسینا و الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لشدید

یعنی رسول اللہ ﷺ سے ہمیں حدیث سنائیے۔ تو زید بن ارقم نے جواب میں کہا کہ ہماری عمر بڑی ہو چکی ہے۔ نسیان آ گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ سے حدیث نقل کرنا مشکل کام ہے۔

(۴) روایت ہذا کے متصلاً بعد اس مضمون کی ایک دوسری روایت زیدؓ بن ارقم سے مسلم کے اسی مقام پر مروی ہے۔ اس میں اہل بیت میں سے ازواج مطہراتؓ کا خارج ہونا ذکر کیا ہے۔ اور اس روایت میں اقرار ہے کہ ازواج مطہراتؓ نبی کریم ﷺ کے اہل

بیت میں داخل ہیں۔

ایک ہی راوی سے ایک ہی روایت میں اس طرح کے دو متضاد قول کا پایا جانا ضبط کے خلاف ہوا کرتا ہے۔

(۵) اس روایت میں ثقلین (دو بھاری چیزیں) کے بعد "اولهما كتاب الله" کا ذکر صریحاً کر دیا گیا اور "ثانیھا" کا تذکرہ تصریحاً نہیں کیا گیا کہ دوسری چیز کیا ہے؟ نیز کتاب اللہ کے ذکر کے ساتھ ضروری تشریحات فرمادی گئی ہیں کہ اس میں ہدایت و نور ہے۔ اس کو اخذ کیا جائے، اس کے ساتھ تمسک کیا جائے۔

اہل بیت کے ساتھ یہ الفاظ جن سے ان کا مدار دین ہونا ثابت ہو سکے اور ان کا واجب الاطاعت ہونا معلوم ہو سکے، نہیں ذکر کیے گئے۔ بلکہ ان کے ساتھ حسن سلوک اور محبت کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ جس میں کسی کو کلام نہیں ہے اور یہ امر بین الفریقین مسلّم ہے۔

(٦) اس روایت میں "ثم قال" کے الفاظ اس بات کو ظاہر کر رہے ہیں کہ ثقلین میں دوسری چیز اہل بیت نہیں ہے۔

عربی زبان میں "ثم" کا لفظ تراخیٔ مضمون کے لیے آیا کرتا ہے۔ یہ بتلا رہا ہے کہ اہل بیت کا تذکرہ سابقہ مضمون سے جُدا ہے۔ اس سے قبل کچھ اور مفہوم بیان کیا جا رہا تھا جس کو روایت کرنے والے نے حذف کر کے "ثم قال" کے الفاظ کہہ کر اب اہل بیت کا نیا مضمون

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

شروع کر دیا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ لفظ "ثم (پھر)" کے بعد اہل بیت کا ذکر کیا جانا بالکل جدا چیز ہے۔ اس کا دو ثقل کے ساتھ کوئی ربط و تعلق نہیں ہے۔

اس وجہ سے کہ کسی مسلسل اور متصل کلام کے درمیان "ثم قال" کا لفظ موزوں نہیں ٹھہرتا۔

چنانچہ خود اس روایت میں اس "ثم" سے پہلے دو بار لفظ "ثم (پھر)" کا استعمال موجود ہے۔ ان تمام مقامات پر غور فرمالیا جائے تو مسئلہ واضح ہو جائے گا۔ اختصار کے پیش نظر روایت ہذا میں روات کی طرف سے ثقلین میں سے ثانی چیز ذکر نہیں کی گئی۔

ثقلین میں سے ثانی چیز یہاں اہل بیت نہیں ہے بلکہ جمہور علماء کے نزدیک وہ ثانی چیز سنت نبوی ہے۔ اختصار مضمون کی بنا پر اس کا ذکر نہیں ہو سکا۔ (حدیث ثقلین مولفہ مولانا محمد نافع ص ۶۸ تا ۷۳ تلخیص)

(۷) فریق ثانی اس روایت سے اہل بیت سے تمسک کرنا بیان کرتا ہے جو ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ کتاب اللہ کے ساتھ تمسک (مضبوط پکڑنا) فرمان ہو رہا ہے۔ اہل بیت کے واسطے یہ فرمان نہیں ہے بلکہ اس سے اہل بیت کے حقوق کی رعایت ثابت ہے۔ اس روایت میں صاف صاف بتا دیا گیا ہے۔ جب زید رضی اللہ عنہ بن ارقم سے سوال ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت ہیں یا نہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ازواج مطہراتؓ تو خود اہل بیت ہیں۔ مزید یہ چار خاندان بھی اہل بیت ہیں: آلِ علیؓ بن ابی طالب، آلِ عقیل بن ابی طالب، آلِ جعفرؓ بن ابی طالب اور آلِ عباسؓ بن عبد المطلب۔

یہ سب حضرات اس روایت کی رو سے خاندانِ اہل بیت میں شامل ہیں۔

(۸) فریق ثانی اگر اس روایت مسلم سے وجوب اطاعت کا مسئلہ ثابت کرتا ہے تو حدیث ثقلین میں ثقلِ ثانی اُن کے گمان میں اہل بیت ہوئے۔ اور اس روایت کے مطابق یہ سب چاروں خاندان بشمول ازواج مطہراتؓ ہیں۔ لہٰذا اس روایت کی رو سے اور فریقِ ثانی کے استدلال کی بنا پر ان سب کی اطاعت واجب اور لازم ٹھہری۔

اس لیے اہل سنت نے جو اس روایت کا مطلب بیان کیا ہے، وہ درست ہے۔

(۹) حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے جس میں حدیثِ ثقلین کے الفاظ میں ہے کہ:

و انا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ۔۔۔ثم قال و اھل بیتی اذکر اللہ فی اھل بیتی (مسلم شریف متوفی ۲۶۱ھ)

میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ تا ہوں۔ ان میں پہلی چیز کتاب اللہ ہے۔۔۔ پھر فرمایا: میرے اہل بیت۔ اللہ سے ڈرو میرے اہل

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

بیت کے بارے میں۔

جب کہ حجۃ الوداع کے خطبہ میں آپ نے فرمایا:

ایھا الناس انی قد ترکت فیکم ما ان اعتصمتم بہ فلن تضلوا ابدا کتاب اللہ و سنۃ نبیہ (مستدرک حاکم متوفی ۴۰۵ھ)

ترجمہ: (فرمایا:) لوگو! خوف کرنا میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑتا ہوں، اگر اس کے ساتھ اخذ اور تمسک کروگے تو کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ چیز اللہ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

صحابہؓ کرام کے ہزاروں کے مجمع میں آپ نے اپنا آخری پیغام پہنچا دیا۔ الحمد للہ! سب صحابہؓ کرام اور اہل بیتؓ عظام اس پر قائم رہے اور اہل السنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ سب صحابہؓ نجات پاگئے، کوئی بھی گمراہ نہیں ہوا۔

خادم اہلسنت حفظ عبدالوحید الحنفی

اہل بیتؓ کی محبت جزو ایمان ہے

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ فرماتے ہیں:

یہ کیوں کر گمان کیا جا سکتا ہے کہ اہل السنت کو اہل بیت سے محبت نہیں ہے۔ جب کہ اہل السنت کے بزرگوں کے نزدیک اہل بیت کی محبت جزو ایمان ہے اور وہ سلامتی خاتمہ کو ان کی محبت کی پختگی کے ساتھ وابستہ مانتے ہیں۔ (مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ج ۲ ص ۵۲)

حدیث غدیر خم

اسناد حدیث ثقلین از نسائی شریف کی تحقیق

محدث ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفیٰ ۳۰۳ھ) سے یہ روایت ثقلین دو طریقوں سے مروی ہے۔

(۱) ایک طریقہ وہ جو اُن کی کتاب خصائص سیدنا علیؓ میں مذکور ہے۔

(۲) دوسرا طریقہ وہ جو اُن کی مشہور تصنیف السنن الکبریٰ میں مرقوم ہے۔ اور موجودہ سنن نسائی میں جو اس سنن کبریٰ کا خلاصہ ہے، نہیں ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید حنفی

اسناد روایت اول خصائص علیؓ

اخبرنا احمد بن المثنی قال حدثنا یحییٰ بن معاد قال اخبرنا ابو عوانه عن سلیمان قال حدثنی حبیب ابن ثابت عن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال لما رجع النبی ﷺ عن حجة الوداع و نزل غدیر خم امر بدوحات فقممن

ثم قال کانی دعیت فاجبت و انی تارک فیکم الثقلین

احدهما اکبر من الاخر کتاب الله و عترتی اهل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیهما فنهما من یتفرقا حتی یرد علی الحوض

ثم قال ان الله مولائی و انا ولی کل مومن

ثم انه اخذ بید علی رضی الله عنه فقال من کنت ولیه فهذا ولیه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه

فقلت لزید سمعته من رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و انه ما کان فی الدرجات احد الا راه بعینه و سمعه باذنیه[1]

ترجمہ: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپسی پر جب تالاب خم کے پاس فروکش ہوئے تو درختہائے کلاں کی صفائی کا حکم صادر فرمایا۔

(ثم) پھر فرمایا: مجھے دعوت اجل پہنچے گی، میں اس کو قبول کر لوں گا۔ تحقیق میں تمہارے پاس دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں۔ ایک چیز دوسری چیز سے بڑی ہے، وہ اللہ کی کتاب ہے اور میری اولاد میری اہل بیت ہیں۔ اس بات کا خیال کرنا کہ میرے بعد اُن کے ساتھ کیا معاملہ کرو گے؟ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر پہنچیں۔

---

[1] الخصائص نسائی ص ۲۱ طبع مصر

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

(ثم) پھر فرمایا: اللہ میرے سردار اور مہربان ہیں اور میں ہر مومن کا دوست ہوں۔

(ثم) پھر فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس شخص کا میں دوست ہوں، یہ (علیؓ المرتضیٰ) بھی اس کے دوست ہیں۔ اے اللہ! جو اس کے ساتھ دوستی رکھے، اس کو تو بھی دوست رکھ۔ جو اس کے ساتھ عداوت رکھے، تو بھی اس کے ساتھ عداوت رکھ۔

اسناد روایت نسائی ثانی

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

قدروی النسائی فی سننه عن محمد بن المثنی عن یحیی بن حماد عن ابی معاویه عن الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال لما رجع رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من حجة الوداع منزل بغدیر خم امر بدوحات نعقمن

ثم قال کانی قد دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اهل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیهما ـــ من یتفر فاحتی یرد علی الحوض ـــ

ثم قال مولائی و انا ولی کل مومن ثم اخذ بید علی فقال من

كنت مولاه فهذ وليه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه فقلت لزيد سمعته من رسول الله ﷺ فقال ما كان في الدوحات احدالا رابعينه وسمعه اذانيه تفرد به النسائى من هذاالوحيه(البدایہ والنہایہ ج۵ ص۲۰۹ للحافظ ابن کثیر دمشقی)

ترجمہ:۔۔۔ابو طفیل کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم کو کہا کہ کیا تم نے یہ بات حضور ﷺ سے سنی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ جو شخص بھی ان درختوں میں حاضر تھا، اُس نے یہ چیز اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھی اور اپنے دونوں کانوں سے سنی۔

تحقیق: روایات مندرجہ بالا کا حاصل ترجمہ ذکر کرنے کے بعد ان کی متعلقہ تحقیق پیش خدمت ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(ا) پہلی روایت علامہ نسائی کے رسالہ خصائص سیدنا علیؓ میں مذکور ہے۔اس روایت کے راویوں میں دو نام احمد بن مثنیٰ اور اس کا شیخ یحییٰ بن معاذ درج ہیں۔اسماء الرجال کی کتابوں میں ان کا کوئی تذکرہ نہیں ہے کہ یہ کون تھے؟ یا پھر کاتب کی غلطی سے غلط طبع ہوئے۔

خصائص سیدنا علیؓ کے دیگر نسخوں کی طرف رجوع سے معلوم ہوا کہ ان راویوں کے نام احمد بن المثنیٰ کے بجائے محمد المثنیٰ صحیح نام ہے۔اور یحییٰ بن معاذ کے بجائے یحییٰ بن حماد درست نام ہے۔ علامہ نسائی نے خصائص علیؓ میں روایات کی صحت کا باکل التزال نہیں کیا۔ بہت سی

ضعیف روایات بھی اس میں آگئی ہیں اور مہتم باوضع اور متہم بالتشیع اور کئی قسم کے مجروح رواۃ سے اس کی روایات مدوّن ہیں۔

(۲) حدیث ثقلین کی یہ ہر دو روایات دراصل ایک ہی روایت ہے۔ اسناد میں صرف ایک راوی کا فرق ہے۔ اس طرح کہ خصائص علیؓ میں راوی یحیٰی بن حماد کا شیخ ابو عوانہ ہے اور سنن نسائی میں راوی یحیٰی بن حماد کا شیخ ابو معاویہ۔ باقی اسناد ایک جیسی ہیں۔

ذہبی نے میزان الاعتدال ص ۳۸۲ ج ۳ میں ابو معاویہ راوی کے بارے میں لکھا ہے کہ:

وَقَدِاشْتَهَرَعَنْهُ الْغُلُوّ االتَّشِيْع[1]

یعنی یہ غالی شیعہ تھے۔ اُن کا غلوّ فی التشیع مشہور تھا۔

(۳) اور دوسری روایت حافظ ابن کثیر عماد الدین نے "البدایہ و النہایہ" ج ۵ ص ۲۰۹ میں نسائی کی السنن کبریٰ سے نقل کر کے فرمایا ہے:

تفردّبِهِ النَّسَائیُ مِنْ هٰذَاالْوَجه

مطلب یہ ہے کہ روایت ہذا کو اس طریقہ سے ذکر کرنے میں فاضل نسائی متفرد ہیں۔

اس طریقہ سے روایت کرنے میں اور محدثین اس کے شریک نہیں ہیں۔

---

[1] حدیث ثقلین مولفہ مولانا محمد نافع ص ۸۸

عبدالوحید الحنفی

(۴) امام ترمذی نے روایت ثقلین کو غریب کے لقب سے یاد کیا ہے۔

(۵) اور ابو موسیٰ مدینی نے اس کو غریب جداً سے تعبیر کیا ہے۔

(٦) حافظ ابن تیمیہ نے بھی "عترتی اھل بیتی" والی روایت کو ضعیف اور غیر صحیح کہا ہے۔ (بحث حدیث ثقلین مولفہ مولانا محمد نافع ص ۸۷)

روایت نسائی کے دو حصے

فریق ثانی روایت کے پہلے حصہ کو عترت و اہل بیتؓ کے وجوب اطاعت اور وجوب تمسک کے لیے پیش کرتے ہیں۔

یہ حصہ "ترکت فیکم الثقلین" سے شروع ہو کر "حتی یردا علی الحوض" تک ختم ہو جاتا ہے۔

پھر فریق ثانی دوسرے حصہ "اللہ مولائی و انا ولی کل مومن۔۔۔ الخ" کو علیؓ المرتضیٰ کی خلافت بلا فصل کی خاطر تجویز کرتا ہے۔ یہ آخر روایت تک چلا گیا ہے۔

تحقیق: (۱) روایات مندرجہ کے پہلے حصہ میں کہیں ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں، جن سے مسئلہ کا وجوب اطاعت ثابت ہوتا ہو۔ مثلاً یہاں عترت و اہل بیتؓ کے اقوال و اعمال کو عمل در آمد کے لیے اخذ کرنے کا حکم دیا گیا ہو۔

(۲) یا اُن کے ساتھ تمسک کا فرمان جاری کیا گیا ہو۔

(۳) یا روایت کے کسی لفظ سے اُن کی اطاعت کا لزوم معلوم ہوتا ہو۔ یا یوں ارشاد فرمایا گیا ہو کہ اگر ان کا فرمان مانو گے تو ہر گز گمراہ نہ ہو گے، وغیرہ۔ اس قسم کا کوئی حکم یہاں موجود نہیں ہے۔ (ایضاً ص ۸۸)

(۴) اس حصہ میں کتاب اللہ کی اہمیت بیان کی گئی ہے اور اہل بیت کے ساتھ حُسن سلوک کے متعلق توجہ دلائی گئی ہے۔ اور یہ واضح کیا ہے کہ قرآن مجید سے اہل بیتؓ ہمیشہ ہمیشہ جدا نہ ہوں گے۔ اور اہل بیتؓ کا یہ مستقل نشان بیان کیا کہ قرآن مجید کا ساتھ یہ لوگ دائمًا نہ چھوڑیں گے۔ اور اہل بیتؓ ضرور قرآن سے وابستہ رہیں گے۔

خادمِ اہلسنّت عبدالوحید الحنفی

روایت کا دوسرا حصہ

اس روایت کے دوسرے حصہ میں جو فرمایا:

اللہ مولائی وانا ولی کل مومن۔۔۔الخ

تمام بحث کا دارومدار یہاں لفظ ولی اور مولیٰ پر ہے۔

فریق ثانی کے نزدیک یہ الفاظ علیؓ المرتضیٰ کی خلافت بلا فصل کے معنٰی میں مستعمل ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ المرتضیٰ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس کا میں مولیٰ یا ولی ہوں، اُس کے علیؓ بھی مولیٰ اور ولی ہیں۔

الجواب: (۱) اہل السنۃ میں سے بہت سے اکابر محدثین جیسے (۱) امام بخاریؒ (۲) ابن ابی حاتمؒ (۳) ابراہیم الحربی (۴) ابن ابی داؤد (۵) ابن حزم وغیرہم کو غدیر خم کے واقعہ کی صحت میں کلام ہے۔ (مثلاً حضرت علیؓ المرتضیٰ کا ہاتھ پکڑنا اور فرمانا کہ جس کا میں مولا ہوں، علیؓ بھی اس کے مولا ہیں، وغیرہ۔)

اس بنا پر کہ جن صحیح اسانید کے ساتھ یہ واقعہ منقول ہے، مثلاً (صحیح مسلم وغیرہ میں) وہاں یہ تفاصیل روایت میں بالکل مذکور نہیں ہیں بلکہ مفقود ہیں۔ اور جہاں اس نوعیت کی تفصیلات دستیاب ہیں، وہاں کے بیشتر راوی صحت روایت کے معیار پر نہیں اُتر سکتے۔

یہ روایت ولایت خم غدیر عند العلماء قابل بحث بن گئی ہے۔ بہت سے علماء اس کی عدم صحت کی طرف ہیں۔ جس طرح اوپر اُن میں سے بعض کا ذکر کیا گیا ہے، مثلاً امام بخاریؒ وغیرہ۔ اور جو اکابر اس روایت کو درست تسلیم کرتے ہیں، اُن کے نزدیک بھی روایت کا معنٰی اور مفہوم وہی معتبر ہے کہ اس موقعہ پر دوستی و محبت بیان کرنا مقصود تھا۔ خلافت بلا فصل ہرگز مراد نہیں تھی۔ اور خلافت کے متعلق کوئی تذکرہ وہاں جاری نہیں تھا۔ (تلخیص بحث حدیث ثقلین مولفہ مولانا محمد نافع ص ۹۰)

(۲) روایت نسائی کے متن پر غور کیا جائے تو یہاں لفظ مولیٰ اور ولی کا کون سا معنٰی درست ہے؟

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(ا) اہل علم جانتے ہیں کہ مولیٰ کے متعدد معانی لغتِ عربی میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ابن اثیر جزری نے اپنی کتاب النہایہ جو لغت حدیث میں مشہور ہے، میں لفظ مولیٰ کے سولہ عدد معانی درج کیے ہیں۔ اور المنجد میں بیس اکیس معانی لکھے ہیں۔ مگر ان تمام معانی میں لفظ مولیٰ کا معنیٰ خلیفہ بلا فصل کہیں بھی دستیاب نہیں۔

اب یہ تحقیق کہ روایت ہذا میں کون سا معنیٰ یہاں درست ہو گا، تو اس اشکال کا حل خود اس روایت نے کر دیا ہے۔ اس طرح کہ "من کنت مولاه فعلي مولاناه" کے متصلاً بعد اس میں یہ الفاظ موجود ہیں: "اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ" (یعنی اے اللہ! جو علیؓ کے ساتھ دوستی رکھے تو اُس کے ساتھ دوستی رکھ اور جو علیؓ کے ساتھ دشمنی رکھے تو بھی اُس کے ساتھ عداوت رکھ)۔

ان کلمات میں "موالاۃ" ایک دوسرے سے دوستی رکھنا اور "معادات" ایک دوسرے سے دشمنی رکھنا، ہر دو کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اُن کا بہ تقابل ذکر کیا جانا یہ خود اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ اس مقام میں "مولیٰ" اور "ولی" دوستی اور محبت کے معنیٰ میں ہی مستعمل ہے۔ کوئی دوسرا معنیٰ خلیفہ بلا فصل یہاں مراد نہیں ہے۔ ورنہ یہ جملہ "اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ" ما قبل کے ساتھ بے جوڑ ہو کر رہ جائے گا۔ ایک مادہ "ولی" کے ایک ہی روایت

میں دو معنٰی متغائر قائم ہونے کی وجہ سے معنوی تشتّت رو نما ہو گا جو بلاغتِ کلام کے منافی ہے۔[1]

(۲) جب روایت ہذا کے الفاظ کے اعتبار سے ”مولیٰ“ کا معنی دوست و محب متعین ہو گیا تو یہ دلیل اثبات خلافت بلا فصل کے لیے نہیں بن سکتی۔ اس روایت سے تو یہ ثابت ہوا کہ جس شخص کا نبی ﷺ دوست دار ہے، علیؓ بھی اسی کا دوست دار ہے۔ اے اللہ! جو علیؓ کے ساتھ محبت رکھے تو اس کے ساتھ محبت رکھ اور جو علیؓ کے ساتھ دشمنی رکھے تو بھی اس کے ساتھ دشمنی رکھ۔

(۳) روایت نسائی اگر فریق ثانی کے لیے صحیح ہے تو بھی مفید نہیں اور مسلک اہل سنت کے لیے مضر نہیں۔ کیوں کہ روایت ہذا کو صحیح تسلیم کرنے کی صورت میں یہاں صرف جزوی فضیلت مرتضوی ثابت ہوتی ہے۔ اس کے ہم قائل و معترف ہیں۔ غدیر خم کے واقعہ کی اس روایت سے خلافت بلا فصل ثابت نہیں ہوتی۔

روایت ثقلین کے دوسرے اسانید

روایت ثقلین کو فریق ثانی کے ایک مصنف میر حامد حسین لکھنوی نے، احمد بن محمد بن سعید الکوفی المعروف بابن عقدہ کنیۃ ابو العباس

---

[1] بحث حدیث ثقلین مولفہ مولانا محمد نافع جامعہ محمدی جھنگ ص ۹۱

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

(متوفیٰ ۳۳۲ھ) کے واسطہ سے نقل کیا ہے۔ اور شیخ سلیمان البلخی القندوری نے کتاب ینابیع المودۃ میں بھی یہ روایت درج کی ہے۔

اس روایت کے راوی ابن عقدہ کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ:

(۱) یہ راوی زیدی وجارودی شیعہ ہیں۔

(۲) یہ راوی اہل بیت کے فضائل اور بنی ہاشم کے مناقب میں تین لاکھ روایات (ایک قول کے مطابق) یا ایک لاکھ بیس ہزار روایات (دوسرے قول کے مطابق) با اسانید روایت کرتا ہے۔ ان میں روایت ثقلین بھی ہے۔

(۳) یہ راوی ابن عقدہ مشائخ کوفہ کے سامنے روایات تیار کر کے پیش کرتے کہ ان کو آپ روایت کریں اور بعض اوقات خود ان سے راوی وناقل بن جاتے ہیں۔ خاص طور پر منکر روایات لانے میں یہ راوی بڑے مشہور تھے۔

(۴) اس راوی نے روایت کو بڑی ترکیب سے مصنوعی روایات لوگوں میں اس طرح جاری کیں کہ بڑے بڑے ثقہ و معتمد اسانید مرتب کر کے چلادیں اور خود درمیان سے غائب ہو جاتا۔ (بیان اسناد میں راوی کا اپنے آپ کو غائب رکھنا، صریح جعل سازی ہے۔)

موقع پر مطاعن صحابہؓ ومثالب و معائب املا کراتا تھا۔ اس وجہ سے کئی محدثین نے اس شخص سے روایت نقل کرنا ترک کر دیا تھا (مثلاً عمرو

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بن حیویہ)۔ اور کئی محدثین نے اس کی روایت رد کر دی تھی۔

(۶) یہ راوی ابن عقدہ شیعوں کے اصول اربعہ کتب (اصول کافی و فروع کافی، تہذیب الاحکام، الاستبصار، من لا یحضرہ الفقیہ) کا معتمد و مستند راوی ہے۔ تمام شیعی اصحاب رجال و تراجم نے اس کے شیعہ ہونے کی توثیق و تصدیق کی ہے۔

(۷) ابن عقدہ شیعہ راوی نے شیعہ علماء کے لیے کام کیا ہے۔ اس طرح کہ چھٹے امام جعفر صادق تک سب ائمہ کے لیے الگ الگ رجال و تلامذہ ائمہ جمع کر کے کتابیں تدوین کرائی ہیں۔

(اس معاملہ میں متاخرین علماء شیعہ سب اس کے خوشہ چین ہیں اور مرہون منت ہیں)۔ (بحث حدیث ثقلین مولفہ مولانا محمد نافع ص ۱۰۸)

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

حاصل یہ ہے کہ اس بارے میں ابن عقدہ کی روایات پر بالکل اعتماد نہیں ہے۔ لہٰذا یہ روایات متروک ہیں۔

ابن عقیدہ کا تذکرہ کتب تواریخ و اہل سنت میں

(۱) تاریخ بغداد ج ۵ ص ۱۴ تا ۲۲

(۲) تاریخ الملوک والامم لابن جوزی ج ۶ ص ۳۳۶

(۳) تذکرہ الحفاظ للذہبی جزو ثالث ص ۵۷ طبع دکن

(۴) میزان الاعتدال ذہبی ص ۶۵ ج ۱

(۵) مراۃ الجنان للیافعی ج ۲ ص ۳۱۱

(٦) البدایہ والنہایہ ج ٦ للحافظ ابن کثیر دمشقی ج ٦ ص ۷۸

(۷) منہاج السنۃ لابن تیمیہ ج ۴ ص ۱۸٦ ابعث ردالشمس معلی

سُنّی علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص ابن عقدہ زیدی جارودی شیعہ ہے۔

شیعہ اہل علم بھی کہتے ہیں کہ بالکل صحیح ہے۔

ابن عقدہ کا تذکرہ کتب رجال وتراجم شیعہ میں

(۱) رجال نجاشی طبع ایران ص ٦۸

(۲) رجال تقرشی طبع ایران ص ۳۱

(۳) رجال علامہ حلی طبع ایران ص ۹۷

(۴) مجالس المومنین طبع ایران ص ۱۷۴

(۵) جامع الرواۃ از محمد بن علی اربیلی ج ۱ ص ٦۵

(٦) منتہی المقال ابو علی طبع ایران ص ۱۰۷

(۷) اوضات الجنات از خوانساری ص ۵۷

(۸) رجال مامقانی تنقیح المقال ج ۱ ص ۸۵

(۹) ملخص المقال تحقیق احوال الرجال ص ۱۱۸

(۱۰) تحفۃ الاحباب شیخ عباس قمی ص ۱۴

(۱۱) تتمہ المنتہیٰ شیخ عباس قمی ص ۳۰۴

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

تنبیہ: رجال کشی میں یہ راوی نہیں پائے گئے کیوں کہ اس میں قدیم رجال کا تذکرہ ہے۔ یہ شخص ۳۳۴ھ کا متوفیٰ ہے۔[1]

عباد بن یعقوب راوی کا تذکرہ شیعہ رجال میں

(۱) عباد بن یعقوب الروجنی ابو سعید ۔۔۔ و بالجملہ فیکون عباد ھذا امامیا مما لا ینبغی الناقل فیہ الخ

یعنی عباد بن یعقوب کے امامی ہونے میں تامل کرنا مناسب ہی نہیں۔ (رجال مامقانی تنقیح المقال ج ۲ ص ۱۲۳ شیعہ کتاب)

(۲) شیعہ اسماء الرجال میں ہے:[2]

اس سے روایات شیعی مروی ہیں اور شیعہ کے نزدیک مستند آدمی ہے۔ ۵ عدد روایات صاحب جامع الرواۃ نے اس عباد بن یعقوب سے نقل کی ہیں۔ (جامع الرواۃ ج ۱ ص ۴۳۱)

(۳) عباد بن یعقوب کا تذکرہ کتب رجال اہل سنت میں

(۱) تقریب میں ہے:

عِبَادبن یَعْقُوْب الرَّوَجنِیّ الْاَسَدِیُّ رَافِضِیٌّ

خلاصہ یہ ہے کہ عباد بن یعقوب رافضی ہے۔

(۲) عِبَادُ بْن یَعْقُوْب الرَّوَجَنِیّ الْاَسَدِیّ اَنَّہٗ شَتِمُ السَّلف قَالَ

---

[1] تلخیص بحث حدیث ثقلین از مولانا محمد نافع صاحب

[2] رجال مامقانی تنقیح المقال ج ۲ ص ۱۲۳ شیعہ کتاب

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ابْنِ عَدِیّ عِبَادٌ فِیْهِ غُلُوٌّا التَّشِیْع رَوٰی اَحَادِیْثِ اَنْکَرْتُ عَلَیْهِ فِی الْفَضَائل وَ الْمشَائب

ترجمہ: ابن عدی کہتے ہیں کہ اس میں تشیع کا غلو پایا جاتا ہے اور اسی نے ایسی روایات ذکر کی ہیں جو ثقہ لوگوں کے خلاف فضائل صحابہؓ و معائب صحابہ سے مروی ہیں۔

(۳) قَالَ صَالِحُ بْنُ مُحَمَّد کَانَ یشتمُ عُثْمَان ۔۔۔ قَالَ الدَّار قُطْنِی شِیْعِیّ ۔۔۔ قَالَ ابْنِ حَبَّان کَانَ رَافِضِیًّا دَاعِیَةً وَ مَعَ ذٰلِکَ یَرْوِی الْمَشَاکر عَنِ الْمَشَاهِیْر فَاسْتَحَقَّ التَّرک۔ رُوِیَ عَنْ شَرِیْک عَنْ عَاصِم عَنْ ذَرّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہ مَرْفُوْعًا اِذَا رَأَیْتُمْ مُعَاوِیَةَ عَلٰی مِنْبَرِی فَاقْتُلُوْہُ[1]

ترجمہ: صالح بن محمد نے کہا ہے کہ عباد بن یعقوب حضرت عثمان کو دشنام دیا کرتا تھا اور دار قطنی نے کہا ہے کہ یہ شیعہ ہے۔ ابن حبان کا قول ہے کہ یہ رافضی ہے اور اپنے مخصوص عقائد کا زبردست مبلغ تھا۔ نیز منکر روایات مشاہیر لوگوں سے نقل کرتا ہے۔ یہ شخص ترک کر دینے کے قابل ہے۔ اسی عباد بن یعقوب نے ایک مرفوع روایت نقل کی کہ جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو

[1] تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۱۰۹، میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۶ طبع مصر

قتل کر دینا۔ اس قسم کی جعلی روایات چلایا کرتا تھا۔[1]

کثیر النواء رجال کی کتب میں

(۱) كَثِيْرُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ النَّوَاءُ اَبُوْ اِسْمٰعِيْلَ ۔۔۔ شِيْعِيٌّ ضَعَّفَهٗ اَبُوْ حَاتِمٍ وَ النَّسَائِیُ قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ مُفْرِطٌ فِي التَّشِيْعُ قَالَ السَّعْدِیُّ زَائِغٌ ۔۔۔ (میزان الاعتدال ذہبی ص ۳۵۲ ج ۲)

(۲) کثیر بن اسمعیل یقال ابن نافع النواء ۔۔۔ قال ابو حاتم ضعیف الحدیث ۔۔۔ قال الجوزجانی قال النسائی ضعیف قال ابن عدی کان غالیافی التشیع مفرطافیه[2]

ترجمہ: ہر دو حوالہ مندرجہ کا حاصل یہ ہے کہ کثیر النواء شیعہ ہے۔ ابو حاتم ونسائی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ کثیر النواء شیعہ مسلک میں حد سے گزرنے والا ہے۔ اسعدی نے کہا ہے کہ یہ حق سے انحراف کرنے والا ہے۔ کثیر کو ابو حاتم ضعیف الحدیث کہتے ہیں۔ اور جوزجانی نے اس کو حق سے ہٹا ہوا بیان کیا ہے۔ نسائی اس کو ضعیف شمار کرتے ہیں۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ کثیر النواء تشیع میں غالی قسم کا آدمی ہے اور حد اعتدال سے بڑھ جانے والا ہے۔ (حدیث ثقلین بحث از مولانا محمد نافع ص ۱۱۶)

---

[1] بحث حدیث ثقلین مولفہ مولانا محمد نافع ص ۱۱۴

[2] تہذیب ص ۱۱۴ا ج ۸

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کثیر النواء شیعہ رجال میں

شیعہ کتاب رجال تفرشی میں ہے:

(۱) کثیر النواء بن قاروندابو اسمعیل

مطلب یہ ہے کہ کثیر النواء اصحاب امام جعفر صادق میں سے ہے۔

اور شیخ طوسی نے اپنے رجال میں درج کیا ہے۔

(۲) شیعہ رجال کی کتاب مامقانی میں ہے کہ اس کو امام باقر اور امام جعفر صادق کے اصحاب میں درج کیا گیا ہے۔[1]

اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت اور امیر کی اطاعت

حافظ عبدالوحید الحنفی

قرآن مجید میں اسلام کے نظام حکومت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اللہ کی اطاعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اور اولی الامر (امیر یا حاکم) کی بھی اطاعت کرو۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝

(پ ۵ سورۃ النساء ع ۸ آیت ۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم

---

[1] رجال مامقانی ج ۲ ص ۳۶ راوی نمبر ۶۸۶۱

میں سے جو لوگ اہل حکومت ہیں، ان کا بھی۔ پھر اگر کسی امر میں
تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسولؐ کے حوالے کر
لیا کرو، اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ امور سب
بہتر ہیں اور ان کا انجام خوش تر ہے۔

حکم: اس آیت نے مسئلہ صاف کر دیا ہے کہ اسلام میں مستقل اطاعت صرف اللہ جل مجدہٗ کی ہے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت و اتباع ہے۔ اور حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی سنت مقدسہ کی اطاعت واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی امر کے لیے ایک اشارہ بھی کافی ہے۔
اب غور کا مقام ہے کہ قرآن مجید کے ان تمام مواضع میں جہاں جہاں اللہ و رسول کی اطاعت کا حکم ہوا ہے، کہیں ایک جگہ بھی اہل بیت اور عترت کی اطاعت کا حکم نہیں ملتا۔ (خواہ بالاستقلال ان کی اطاعت مراد لی جائے خواہ بالتبع) تو معاملہ بالکل واضح ہو گیا کہ اہل بیتؓ و عترت کی اطاعت کا حکم قرآن میں کسی ایک مقام پر بھی مذکور نہیں ہے۔

حدیث ثقلین میں بھی پہلی وصیت قرآن سے تمسک کی ہے اور قرآن میں مومنوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم ہے۔ اللہ ورسول کی اطاعت کریں تو وصیت پر عمل ہو گا۔

دوسرا حکم: قرآن مجید سے تمسک کرتے ہوئے دوسرا حکم مومنوں

کو یہ ہے کہ اولی الامر جو صحابہؓ میں سے ہوں، اُن کی اطاعت کی جائے۔
لفظ "مِنکُمْ" (تم میں سے) سے مراد نزول قرآن کے وقت اصحابؓ رسول ﷺ تھے۔ اللہ کے رسولؐ نے وحی الٰہی کی روشنی میں جن جن صحابہؓ کو اولی الامر بنا کر اسلامی سلطنت کی حدود میں حاکم بنا کر، امیر بنا کر بھیجا، اس آیت میں اُن کو اولی الامر قرار دیا گیا ہے۔

یہاں "اولی الامر" (اہل حکومت) کا مفہوم کیا ہے؟ اور عہد رسالت مآب ﷺ میں جس جس علاقہ میں آنحضرت ﷺ صحابہؓ کے لشکر تبلیغ و جہاد کے لیے بھیجتے تھے، ان کا ایک امیر (حکم کرنے والا) مقرر کرتے تھے، جن کو قرآن نے اولی الامر (اہل حکومت) کہا ہے۔

(۲) اس آیت میں یہ لفظ "اولو" جمع من غیر لفظہٖ ذو کی ہے۔ مذکر میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اولوا العلم، اولوا الفضل اور "اولات" جمع مؤنث کے لیے مستعمل ہے۔ اور یہ جمع بھی من غیر لفظہٖ ہے۔

جب "ذات" کی جمع لانے کی ضرورت ہو تو "اولات" لایا کرتے ہیں۔ جیسے "اولات الاحمال" (مختار الصحاح) اور امر کے معنی شیء اور حکم کے ہوتے ہیں۔ اولو الامر یعنی حکم والا، صاحب حکم۔

(۳) اس آیت میں اولو الامر (یعنی حکم کرنے والا) سے مراد جمہور اہل سنت کے نزدیک مسلمان، مومن حکام، صحابہؓ امراء ہیں اور اسلام کی شرط "منکم" سے خوب واضح ہے۔ عہد رسالت میں "منکم"

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

کا مصداق صحابہؓ کرام ہیں جو اُس (نزول قرآن کے) وقت موجود تھے۔
اُن کو اوّلین خطاب ہے۔

(۴) آگے اسی آیت میں دوبارہ صحابہؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو، اس امر "حکم" کو اللہ و رسول کے حوالہ کر دیا کرو۔ "ان کنتم" اگر تم (صحابہؓ) اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا

یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوش تر ہے۔

یہاں "كُنْتُمْ" کے لفظ میں پھر پہلے صحابہؓ اولین مراد ہیں۔ اگر "اَنْتُمْ" ہوتا تو قیامت تک سب مومنوں پر حکام کی اطاعت واجب ہو جاتی۔

لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کرام کو دوسرے مقام پر آیت استخلاف میں مہاجرین صحابہؓ کو حکومت دینے کا وعدہ کیا تھا، اس لیے جن صحابہؓ کو وعدہ کے مطابق حکومت دی اور وہ اپنے اپنے صوبوں میں حضور ﷺ کی ہدایت پر فوجوں کے امیر بنے اور صوبوں کے امیر بنے، باقی صحابہؓ کو اس آیت میں "منکم" کے لفظ سے پابند اطاعت کر دیا گیا۔

اور صحابہؓ نے اسی حکم الٰہی کے تحت حضور ﷺ کے مقرر کردہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

امیر کی اطاعت کر کے حکم پر عمل کرنے کا حق ادا کر دیا۔ پھر جب حضور ﷺ نے مرضِ وفات میں فرمایا: "**مرو ابابکر فلیصل بالناس** (میری طرف سے ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں)" تو تاریخ شاہد ہے کہ ایک صحابیؓ بھی ایسا نہ تھا جس نے ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کیا ہو۔ حضرت علیؓ المرتضیٰ سمیت سب نے حضور ﷺ کے حکم پر اطاعت کرتے ہوئے اُن کی اطاعت کی اور حضرت ابو بکرؓ صدیق کے پیچھے نماز پڑھی۔

(۵) سورت النساء میں آگے اللہ تعالیٰ نے ایک اور حکم میں فرمایا:

وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ (پ۵ سورۃ النساء ع۷ آیت ۸۳)

ترجمہ: اگر یہ لوگ اس کو رسول ﷺ کی طرف لوٹا دیتے اور ان لوگوں کی طرف جو "منهم" (ان میں سے) ایسے امور کو سمجھتے ہیں، اُن کے اوپر حوالہ رکھتے تو اس کو وہ (اولی الامر) پہچان ہی لیتے جو اُن میں اُس کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں۔

بہر کیف اولی الامر کے لفظ میں صحابہؓ میں سے جو امراء مقرر کیے، وہ بھی ہیں اور جو علماء اور فقہاء درس و تدریس پر مقرر ہوئے، ان سب کو اولی الامر میں شامل کیا گیا ہے۔ قرآن نے اُن کی تعداد مقرر نہیں کی ہے اور نہ کسی خاص قبیلہ و خاندان یا اہل بیتؓ میں سے کسی کو اولی الامر

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

مقرر کرنے کی تاکید کی ہے۔ یہ لفظ اور حکم عام ہے۔ "منکم" لفظ میں سب صحابہؓ کو خطاب ہے اور سب صحابہؓ میں سے جو جو صحابی حضور ﷺ کے عہد باسعادت میں امام صلوٰۃ مقرر ہوا یا امیر صوبہ بنایا گیا یا امیر لشکر بنایا گیا، سب پر اس کی اطاعت، اللہ اور رسول ﷺ کے بعد واجب تھی۔ حتیٰ کہ لشکر اُسامہؓ کا امیر حضور ﷺ اپنے غلام حضرت زیدؓ کے بیٹے کو بنایا تو سب صحابہؓ نے اُس کی اطاعت میں جنگیں لڑیں اور اسلام کا پرچم لہرایا۔

اسی طرح جب "مروا ابابکر فلیصل بالناس" کے حکم رسالت سے ابو بکرؓ امام صلوٰۃ مقرر ہوئے تو صحابہؓ نے اطاعت رسول ﷺ کے تحت خلیفہ رسول قرار دے کر ایسی اطاعت کی کہ دیکھتے ہی دیکھتے عرب سے مرتدین اور منکرین صلوٰۃ و زکوٰۃ کا صفایا کر دیا اور عراق و ایران کی فتح کے لیے دور دور تک فتوحات پر فتوحات کرتے چلے گئے۔

حضور ﷺ کے مقرر کردہ امیر کی اطاعت حضور ﷺ کی اطاعت

حضور ﷺ نے فرمایا:

و من اطاع امیری فقد اطاعی و من عطا عصا امیری فقد

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید حنفی

عصانی

یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔(مسلم شریف)

اب قرآن کریم وحدیث کی اس تعمیم میں حضور ﷺ کے صرف رشتہ داروں کو امیر مقرر کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا گیا اور نہ کسی کو وصی مقرر کیا گیا۔ یہ سب من گھڑت روایتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صحابہؓ سے "منکم" کے لفظ میں خلیفہ بنانے کا وعدہ کیا جو اپنے وقت پر پہلے حضرت ابو بکرؓ صدیق، ان کے بعد حضرت عمرؓ فاروق، ان کے بعد حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور ان کے بعد حضرت علیؓ المرتضیٰ کو اللہ تعالیٰ نے مہاجرین میں سے خلیفہ بنا کر آیت تمکین اور آیت استخلاف کے تحت وعدہ پورا کر دیا۔ اور ان خلفاء نے اُس وقت موجودہ دُنیا کے نصف کے قریب تک ہزاروں شہر فتح کر کے دور دور تک اسلام کا پرچم لہرا کر دینِ اسلام کو اُس وقت سارے باطل دینوں پر غالب کر دیا۔

خلفائے راشدینؓ کے بعد "و اولی الامر" کے تحت جن جن کو والی حکومت اللہ تعالیٰ نے بنانا تھا، صحابہؓ میں سے بنا دیا۔ حضرت امام حسنؓ، حضرت امیر معاویہؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی اصحابِؓ رسول ﷺ میں سے ہیں۔ ان کی خلافتیں بھی صحابہؓ کی خلافتیں شمار ہوں گی اور عدل

وانصاف سے خلفائے راشدینؓ کی اتباع میں ان تینوں نے بھی حکمرانی کی، "اولی الامر منکم" میں یہ شامل ہیں۔

قرآن میں حکمرانی کے لیے ہاشمی غیر ہاشمی، اموی غیر اموی حکمرانوں کے لیے اہل بیت سے ہونے کی کوئی شرط نہیں اور صاف صاف اعلان کر دیا کہ:

وَ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَ کُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰی کُمْ

یعنی قبیلے تو صرف پہچان کے لیے ہیں۔ اللہ کے ہاں مکرم وہ ہے جو متقی ہے۔

اس لیے حکمرانی کے لیے جب اللہ تعالیٰ نے کسی قبیلہ سے ہونے نہ ہونے کی کوئی شرط نہیں لگائی تو پھر آج یہ جو صحابہؓ پر الزام ہے کہ انہوں نے حضرت علیؓ کو خلیفہ بلا فصل کیوں نہیں بنایا، سراسر قرآن و سنت کے خلاف عقیدہ اور نظریہ ہے۔

اور یہ کہ صحابہؓ نے حضرت علیؓ سے خلافت بلا فصل غصب کر لی، من گھڑت نظریہ ہے۔ صحابہؓ سب ایک جماعت تھے۔ "منکم" میں سب سے وعدہ تھا اور حکمرانی بھی صحابہؓ کو اللہ نے خود دینی تھی اور پھر سب کو باری باری اپنے اپنے وقت پر اللہ نے دی۔ اور انہوں نے اپنے اپنے دورِ خلافت میں قرآن و سنت پر عمل کر کے حکومت چلائی۔ جو یہ عقیدہ رکھے وہی مسلمان اور مومن ہے۔ جو اس کے بر عکس عقیدہ رکھے

وہ حضور ﷺ کے لائے ہوئے دینِ اسلام سے ذرہ برابر بھی تعلق نہیں رکھتا اور نہ ہی وہ اہل بیتؓ رسول کا محب اور تابعدار ہے۔

جو یہ عقیدہ رکھے کہ حق تو اہل بیت کا تھا لیکن ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے حامی صحابہؓ نے چھین لیا، دراصل وہ اہل بیت اور حضور ﷺ کا محبّ نہیں ہے جو حضور ﷺ کے خلفاء کے ظالم ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے۔

جن صحابہؓ کے ذریعہ حضور ﷺ نے اسلام کا پیام دُنیا تک پہنچایا، اگر وہ مومن نہیں تو پھر اور کون مومن ہو سکتا ہے؟ لہٰذا جو یہ عقیدہ اور نظریہ رکھتا ہے، وہ دراصل حضور ﷺ کا محبّ نہیں ہے۔ وہ بلوائی ہو یا سبائی، جو بھی ہو وہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ اور جماعت رسول ﷺ کو اس لیے بدنام کرتا ہے تاکہ حقیقی اسلام دُنیا سے مٹ جائے۔

اللہ تعالیٰ ان فتنوں سے ہمارا ایمان محفوظ رکھیں اور ان لوگوں کے شر سے مسلمانوں کو امن نصیب کریں، آمین۔ اور سب صحابہؓ و اہل بیتؓ کی محبت سے ہمارے دلوں کو منور کریں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

جماعتِ صحابہؓ کی شان، قرآن میں اللہ کا فرمان

(۳) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝ وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا۪ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ

فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا‌ ۚ وَكُنۡتُمۡ عَلٰى شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ

فَاَنۡقَذَكُمۡ مِّنۡهَا‌ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ۝

(پ۴ع۲ آلِ عمران آیت ۱۰۲تا۱۰۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے۔ اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا۔ اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو اور باہم نااتفاقی مت کرو۔ اور تم پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ اس کو یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی۔ سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم لوگ دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ سو اس سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے احکام بیان کر کے بتلاتے ہیں تا کہ تم لوگ راہ پر رہو۔

حاصل: قرآن میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف جماعتِ صحابہؓ کی شان بیان کر دی ہے۔ اب جو شخص اللہ پر صدق دِل سے ایمان لایا ہے۔ اُس کی ہدایت کے لیے تو اللہ کا ارشاد ہی کافی ہے۔ اور جس شخص کی قسمت میں ہدایت نہیں، اُس کا کسی کے پاس علاج نہیں۔ وہ من مانی کہانیوں کو مان کر اور من گھڑت روایتوں کی بنیاد پر جماعتِ

صحابہؓ کو ان آیات کا مصداق بنانے کی بجائے، اُن کو مومن بھی نہ سمجھے تو اُس کا غلط عقیدہ حجت نہیں۔ ہم تو قرآن کی روشنی میں سب جماعت صحابہؓ کو جنتی مانتے ہیں، جن میں چاروں خلفاء اور اہل بیتؓ رسول ﷺ بھی شامل ہیں۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ آپ سے کیا کہتے ہیں؟

(۴) كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ (پ۴ ع۳ آلِ عمران آیت ۱۱۰)

ترجمہ: تم لوگ اچھی جماعت ہو، وہ جماعت کہ لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے۔ تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔

”كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ“ سے مراد صرف حضورؐ کے صحابہؓ ہیں

حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا:

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ”اَنْتُمْ“ فرماتا تو سب اس میں شامل ہو جاتے۔ لیکن فرمایا: ”كُنْتُمْ“۔ یہ صرف حضور ﷺ کے صحابہؓ کے لیے خاص ہے۔ جس نے ان کے اعمال جیسے اعمال کیے، وہ بھی ”خَيْرَ اُمَّةٍ“ میں داخل ہوں گے۔

(تفسیر ابن جریر ج۴ ص۵۷، تفسیر دُرّ منثور جلال الدین سیوطی ج۲ ص۱۷۶)

ترجمہ فرمان علی شیعہ مترجم

"تم کیا اچھے گروہ ہو کہ لوگوں کی ہدایت کے واسطے پیدا کیے گئے ہو۔ تم (لوگوں کو) اچھے کام کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

حاصل: قرآن میں جس طرح اہل بیتِ رسولؐ ازواجِ مطہراتؓ کی شان بیان کی گئی، جو اُس کو مانے وہ مومن ہے، جو نہ مانے وہ مومن نہیں؛ اسی طرح قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی جماعتِ صحابہؓ کو خیر اُمت کہا ہے۔ جو جماعتِ صحابہؓ کو خیر اُمت مانے گا، وہ مومن ہو گا۔

قرآن مجید میں سب مہاجرینؓ و انصارؓ کو سچا مومن قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ سچے مومن بھی ہیں اور خیر اُمت میں بھی شامل ہیں۔

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کی جماعتِ صحابہؓ کی تعریف

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۚۛ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ

بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ (پ۲۶ سورۃ فتح آخری رکوع)

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ آپ کی صحبت یافتہ ہیں، وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں، آپس میں مہربان ہیں۔ (اے مخاطب!) تو اُن کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں، کبھی سجدہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں۔ اُن کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے اُن کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ یہ اُن کے اوصاف توریت میں ہیں اور انجیل میں۔ اُن کا یہ وصف ہے کہ جیسے کھیتی کہ اُس نے اپنی سوئی نکالی۔ پھر اس نے اس کو قوی کیا۔ پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی۔ پھر اپنے تنہ پر سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی تاکہ ان سے کافروں کو جلاوے۔ اللہ تعالیٰ نے ان صاحبوں سے جو کہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کر رہے ہیں، مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔

(ترجمہ مولانا تھانویؒ)

فائدہ: مولانا اشرف علی تھانویؒ تفسیر میں لکھتے ہیں:

زراع کی تخصیص اس لیے کی کہ وہ مبصر ہوتے ہیں۔ جب اُن کو وہ کھیتی خوش معلوم ہوتی ہے اور "منھم" میں "مِنْ" بیانیہ ہے۔ پس سب صحابہؓ اس میں داخل ہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۲) محاورات فصیحہ کی رو سے کلیت اور بر تقدیر تسلیم مِنْ کے تبعیضہ ہونے کے اکثریت مفہوم ہوتی ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ کل یا قریب کل کے صحبت یافتہ ایسے ہی تھے۔ اگر احیاناً کوئی فرد، جس نے صحبت کم پائی ہو، خارج ہو جائے، تب بھی فرقہ (مخالف) مذکورہ کو یہ آیت مضر ہے اور بعض نے اس آیت سے اس فرقہ کی تکفیر پر استدلال کیا ہے۔ کیوں کہ وہ بھی غیض رکھتے ہیں۔

رسول ﷺ اور جماعتِ رسول ؓ کتاب اللہ کی روشنی میں

(۱) اللہ نے فرمایا ہے کہ محمد رسول اللہ اور اُن کے ساتھ جو صحابہ ؓ ہیں، اللہ کے دشمنوں کے حق میں سخت ہیں۔ ان سے دبنے والے نہیں۔

(۲) حضور ﷺ کے صحابہ ؓ باہم مہربان اور نرم دِل ہیں۔ ایک دوسرے سے کینہ رکھنے والے نہیں۔

(۳) حضور ﷺ کے صحابہ ؓ عبادتِ خداوندی میں لگے رہتے ہیں۔ دُنیاوی غرض اور شہرت کے لیے نہیں بلکہ صرف رضائے الٰہی ان کا مقصود و مطلوب ہے۔

(۴) حضور ﷺ کے صحابہ ؓ کی بزرگی اور نیکی کے آثار و انوار ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ ان کی یہ صفات سابقہ آسمانی کتب تورات و

انجیل میں بھی درج چلی آتی ہیں۔

پھر بطور تمثیل بیان فرمایا کہ دینِ اسلام کی ترقی اور اہلِ دین کا غلبہ اور ارتقاء بتدریج ہو گا۔

(٦) آخر میں ارشاد ہوتا ہے کہ ان مومنین صالحین کے ساتھ وعدہ ہے کہ اگر خطا سرزد ہو بھی جائے گی تو مغفرت کر دی جائے گی اور نیک اعمال پر اجر ملے گا۔ گناہ معاف ہوں گے اور نیکیاں مقبول ہوں گی۔

گویا جماعت صحابہؓ کرام کے حالات کا اجمالی نقشہ آیت ہذا میں اس طرح مذکور ہے کہ پہلے درجہ میں ان کے استکمال ایمان کا بیان ہے۔

(٢) پھر ان کی کمالِ عبادت کا ذکر ہے۔

(٣) پھر ان کی اخلاصِ نیت بتائی گئی ہے۔

(٤) پھر تدریجی ترقی کی وضاحت کی ہے۔

(٥) آخر میں ان کی خیر انجامی اور حسن عاقبت کے متعلق وعدہ کی صورت میں اعلان کر دیا ہے۔

(٦) ان صفات کے ساتھ ساتھ اللہ نے یہ بھی بیان کر دیا ہے:

لیغیظ بھم الکفار

یعنی حضور ﷺ اور صحابہؓ کو اتنی جلدی ترقی اس لیے دی ہے کہ ان کے ذریعہ کافروں کا جی جلائے۔ یعنی صحابہؓ کی شانیں دیکھ کر جو جلتا ہے، اُن کا شمار کافروں میں کیا گیا ہے۔

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

سید فرمان علی شیعہ مترجم کا ترجمہ

محمد (ﷺ) خدا کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، کافروں پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں بڑے رحم دِل ہیں۔ تو ان کو دیکھے گا کہ (خدا کے سامنے) جھکے سر بسجود ہیں۔ خدا کے فضل اور اس کی خوش نودی کے خواستگار ہیں۔ کثرت سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں میں کھٹے پڑے ہوئے ہیں۔ یہی اوصاف ان کے تورات میں بھی ہیں اور یہی حالات انجیل میں (بھی مذکور) ہیں۔ وہ گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی اور پھر (اجزاء زمین کو غذا بنا کر) اسی سوئی کو مضبوط کیا تو وہ موٹی ہوئی۔ پھر اپنی جڑ پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور اپنی تازگی سے کسانوں کو خوش کرنے لگی (اور اتنی جلد ترقی اس لیے دی) تا کہ ان کے ذریعہ کافروں کا جی جلائے۔ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے (اچھے) کام کرتے رہے، خدا نے ان سے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اوّل جناب باری تعالیٰ نے پیغمبرِ خدا ﷺ کی تعریف کی، بعد میں اصحابؓ کی تو قرینہ عقلیہ سے معلوم ہوا کہ بعد رسول اللہ ﷺ کے اس اُمت میں اصحابؓ کا رُتبہ ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جو وصف کہ رسول

اللہ ﷺ کی مدح میں ہو گا، اس کے بعد اس وصف کا رُتبہ ہو گا جو صحابہؓ کی مدح میں بیان ہو گا۔ مگر ہم نے دیکھا تو حضرت ﷺ کی مدح میں رسول اللہ (ﷺ) کا لفظ ہے اور اصحابؓ کی مدح میں ”اشداء علی الکفار رحماء بینھم“ ہے (یعنی وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز و تند اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نرم اور ایک دوسرے کے دوست ہیں)۔

تو اس لف و نشر سے معلوم ہوا کہ بعد رسالت کے رُتبہ ”بُغض فِی اللہ“ اور ”حُبّ فِی اللہ“ کا ہے۔ کیوں کہ بغض فی اللہ یعنی خدا کے سبب سے کسی سے عداوت کرلی، یہ بعینہٖ وہی ”شِدَّتْ عَلَی الْکُفَّار“ ہے۔ اور حُبّ فی اللہ بعینہٖ ”رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ“ کا ترجمہ ہے۔

(۲) القصہ صحابہؓ کی تعریف میں ادنیٰ وصف جو بیان کیا گیا ہے: ”اشداء علی الکفار“ ہے یعنی وہ کافروں پر بڑے ہی تند و تیز ہیں۔ کسی کو خدا واسطے کسی سے بغض ہو تو یہ نشان کمال ہی سمجھا جائے گا۔

(۳) صحابہؓ کو یوں تو ہر کافر دشمنِ خدا اور دشمنِ رسول ﷺ پر غیظ و غضب آتا تھا لیکن اس آیت میں زیادہ تر اُس غیظ و غضب کی طرف اشارہ ہے جو ان کو کفارِ مکہ پر اس قصہ میں پیش آیا۔ سو ان میں سے مہاجرین انہیں کفار کے اقربا میں سے تھے تو ان کے حق میں لفظ ”اشداء علی الکفار“ نشانِ اکملیتِ ایمان کا سمجھنا چاہیے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اس صورت میں ان کا یہ ادنیٰ وصف اس بات پر گواہی دیتا ہے کہ ان کا ایمان کامل تو کیا اکمل ہے۔ تو اعلیٰ اوصاف تو اعلیٰ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا اس امت میں اوّل نمبر ہے اور صحابہؓ کا دوم۔ تو ہم بالیقین سمجھتے ہیں کہ صحابہؓ کرام اوّل قسم کے مخلصین میں سے تھے کہ شیطان بھی ان کے اغوا سے کانوں پر ہاتھ دھرتا تھا۔ بلکہ بایں نظر کہ شیطان رأس و رئیس کفار ہے۔

(۴) اور صحابہؓ "اشداء علی الکفار" تو شیطان پر اور بھی اشدّ ہوں گے۔ الغرض صحابہؓ کرام کے سامنے نفس و شیطان مغلوب ہوئے۔

(۵) سو یہی وجہ ہوگی کہ حضرت عمرؓ کے سایہ سے شیطان بھاگتا تھا۔ کیوں کہ سب صحابہؓ کافروں کے باب میں زہرِ قاتل تھے۔ بھلا شیطان جن سے خود بھاگے، انہیں گمراہ کیا کرے گا۔ شیطان کو ایسی جگہ اپنی ہی پڑ جاتی ہے۔ (تلخیص ہدیۃ الشیعہ طبع قدیم ص ۶۱ تا ۶۵ جدید ص ۸۱ تا ۸۸)

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن[1]

---

1 علامہ اقبالؒ، ضربِ کلیم

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۱) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا مکتوب
بنام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ومن كتاب علی علیه السلام الی معاویه رضی الله عنه بن ابی سفیان

اِنَّهٗ بَايَعَنِی الْقَوْمُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا اَبَابَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَان عَلٰی مَا بَايَعُوْهُمْ عَلَيْهِ فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ اَنْ يَّخْتَا وَلَا لِلْغَاءِبِ اَنْ يَرُدَّ وَ اِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَ سَمَّوْهُ اِمَامًا كَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رَضًی فَاِنْ خَرَجَ مِنْ اَمْرِهِمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ اَوْ بِدْعَةٍ رَدُّوْهُ اِلٰی مَا خَرَجَ مِنْهُ فَاِنْ اَبٰی قَاتَلُوْهُ عَلٰی اتِّبَاعِهٖ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ وَلَّاهُ اللّٰهُ مَا تَوَلّٰی وَ لَعَمْرِیْ يَا مُعَاوِيَةُ لَءِنْ نَظَرْتَ بِعَقْلِكَ دُوْنَ هَوَاكَ لَتَجِدَنِّیْ اَبْرَأَ النَّاسِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَ لَتَعْلَمَنَّ اَنِّیْ فِیْ عُزْلَةٍ عَنْهُ اِلَّا اَنْ تَتَجَنّٰی فَتَجَنَّ مَا بَدَا لَكَ وَ السَّلَام (نہج البلاغہ مکتوب ۶ ص ۶۸۴ مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: بنام معاویہ بن ابی سفیانؓ

حقیقت یہ ہے کہ میری بیعت ان ہی لوگوں نے کی جنہوں نے ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ کی بیعت کی تھی۔ انہیں شرائط پر جن پر وہ ان تینوں کی بیعت کر چکے تھے۔ پس (ان شرائط کے مطابق) نہ تو (بوقت بیعت) موجود رہنے والے کو کسی نئے چناؤ کا اختیار رہ جاتا

ہے نہ غیر حاضر رہنے والے کو (منتخب خلیفہ کے) ردّ کرنے کا حق ہے۔ اور جہاں تک شوریٰ کا تعلق ہے سو وہ صرف مہاجرین وانصار کا حق ہے۔ چنانچہ اگر وہ کسی ایک شخص پر متفق ہو جائیں اور اس (متفقہ علیہ شخص) کا نام امام رکھ لیں تو اس کاروائی کو اللہ کی رضا سے تعبیر کیا جائے گا۔

اب اگر کوئی علیحدگی پسند اس کاروائی پر طعنہ زنی کرتا ہو یا کوئی نئی راہ نکال کر ان کے فیصلے سے الگ ہو جائے تو وہ اُسے لوٹا کر اُسی مقام پر لائیں گے، جہاں سے وہ نکل بھاگا تھا۔ اور اگر وہ اپنے ہی موقف پر اڑا رہے تو اس سے بایں دلیل مقاتلہ کریں گے کہ وہ مومنین کی راہ چھوڑ کر دوسرے راستے پر گامزن ہوا ہے۔ اور جدھر اس نے منہ کیا، اللہ اُس کا رُخ اُدھر ہی رکھے گا۔ اے معاویہ! مجھے اپنی جان کی قسم! اگر تم اپنی عقل کی روشنی میں دیکھو گے، اپنی خواہشات سے کنارہ کر کے تو مجھے یقین ہے کہ تم مجھے خون عثمانؓ سے سب سے زیادہ بری الذِّمّہ پاؤ گے اور تمہیں خود یقین ہو جائے گا کہ میں اس خون سے قطعاً الگ تھلگ ہوں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ تم ان باتوں پر پردہ ڈالنے لگو جو تم پر بخوبی ظاہر ہیں۔ والسلام

حاصل: حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی شہادت پر جب امیر المومنین علیؓ المرتضیٰ کو مہاجرین و انصار نے مشاورت کے بعد خلیفہ منتخب کیا اور

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اہل مدینہ مہاجرین و انصار نے آپ کی بیعت کرلی، جن میں حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ بھی شامل تھے، اس کے بعد بلوائی اور سبائی جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا تھا، جب وہ بھی بیعت ہو گئے تو اس سے اہل مکہ اور اہل شام کو تشویش ہوئی۔ اس تشویش کے ازالہ کے لیے وضاحتی مکتوب حضرت علیؓ المرتضیٰ نے حضرت امیر معاویہؓ کے نام ارسال کیا۔ اس خط سے بلوائیت اور سبائیت کی دیواریں ہل گئیں۔

اس مکتوب میں حضرت علیؓ المرتضیٰ نے اپنا عقیدہ صاف صاف بیان کر دیا کہ میری بیعت انہیں لوگوں نے کی ہے جنہوں نے حضرات ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی بیعت کی ہے۔ اگر حضرت علیؓ المرتضیٰ کے بارے میں حضرات ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے برحق خلیفہ ماننے والوں کا یہ عقیدہ ہوتا کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ کا عقیدہ اور نظریہ حضرات ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ سے الگ ہے تو وہ ہرگز بیعت نہ کرتے۔ پہلے پہلے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد خلفائے ثلاثہ کے ماننے والے ہی حضرت علیؓ المرتضیٰ کی بیعت ہوئے اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کی خلافت کا اعلان مہاجرین و انصار کی شوریٰ نے کیا۔

اور اسی شوریٰ نے ہی حضرت ابو بکرؓ صدیق کی خلافت کا بھی جب اعلان کیا تھا حضرت علیؓ المرتضیٰ نے اتفاق کرتے ہوئے صدیق اکبرؓ کی بیعت کرلی تھی۔ اُن کی وفات کے بعد جب شوریٰ نے حضرت عمرؓ فاروق

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

پر اتفاق کیا تو حضرت علیؓ المرتضیٰ نے بھی فاروقؓ اعظم کی بیعت کرلی۔ پھر ان کی شہادت کے بعد شوریٰ نے جب حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی خلافت پر اتفاق کیا تو حضرت علیؓ المرتضیٰ نے حضرت عثمانؓ کی بیعت بھی کرلی۔ جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مہاجرین و انصار کی شوریٰ نے حضرت علیؓ المرتضیٰ کی خلافت پر اتفاق کیا تو ان کی خلافت بھی قائم ہو گئی اور انہیں شرائط پر قائم ہوئی جن شرائط پر حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی خلافتیں قائم ہوئی تھیں۔ اس لیے حضرت علیؓ المرتضیٰ نے اس کاروائی کو اللہ کی رضا سے تعبیر کیا ہے۔

اس مکتوب میں حضرت علیؓ المرتضیٰ نے صاف صاف اپنا عقیدہ اور نظریہ واضح کر دیا کہ مہاجرین و انصار کے فیصلہ کے مطابق جس طرح پہلے تین خلفاء کی خلافت برحق تھی اور ان کو اللہ کی رضا حاصل تھی، اب ان کی خلافت بھی حضرت عثمانؓ کے بعد برحق ہے اور اللہ کی رضا اسے حاصل ہے۔ اب اس خلافت سے اختلاف کرنا صحیح نہیں ہے۔

(۲) اور حضرت علیؓ المرتضیٰ نے وضاحت فرما دی کہ عقل کی روشنی میں دیکھو گے تو شہادتِ عثمانؓ میں تم (حضرت امیر معاویہؓ) مجھے سب سے زیادہ بری الذمہ پاؤ گے اور تمہیں یقین ہو جائے گا کہ میں (حضرت علیؓ المرتضیٰ) خونِ عثمانؓ سے قطعاً الگ تھلگ ہوں۔

(۳) حضرت علیؓ المرتضیٰ کی اس وضاحت سے بلوائیوں اور سبائیوں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کے خوفناک منصوبے خاک میں مل گئے اور وہ خود بخود حضرت علیؓ المرتضیٰ کے لشکر سے کم و بیش بارہ ہزار کی تعداد میں آپ سے جدا ہو گئے، جو کہ خارجی کہلائے اور پھر حضرت علیؓ المرتضیٰ نے خارجیوں سے جنگ کی۔

(۲) حضرت علیؓ المرتضیٰ کا خونِ عثمانؓ سے اپنی بے تعلقی کا اظہار

لَوْ اَمَرْتُ بِهٖ لَكُنْتُ قَاتِلًا

اگر میں شہادتِ عثمانؓ کا حکم دیتا تو یقیناً میں قاتل ٹھہرتا۔

غَيْرَ اَنَّ مَنْ نَصَرَهٗ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّقُوْلَ خَذَلَهٗ مَنْ اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ وَ مَنْ خَذَلَهٗ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّقُوْلَ نَصَرَهٗ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّيْ

جس نے عثمانؓ کی مدد کی وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ جس نے مدد نہیں کی، میں اس سے بہتر ہوں اور جس نے مدد نہیں کی، وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ جس نے ان کی مدد کی وہ مجھ سے بہتر ہے۔

(نہج البلاغۃ بتیسواں خطبہ مترجم عربی اردو ص ۲۵۳ مطبوعہ لاہور)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

اہل کوفہ کے لیے حضرت علیؓ المرتضیٰ کی دُعا

شریف رضی، نہج البلاغۃ میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کے خطبہ میں لکھتے ہیں: جب امیر المؤمنین کو متواتر یہ خبریں ملیں کہ آپ کے مقبوضہ

شہروں مدینہ، مکہ اور یمن پر بھی اصحابِ معاویہؓ کا قبضہ ہو گیا ہے، تو آپ نے فرمایا:

مَا هِيَ اِلَّا الْكُوْفَةُ أَقْبِضُهَا وَ أَبْسَطُهَا اِنْ لَمْ تَكُوْنِيْ اِلَّا اَنْتَ تَهُبُّ أَعَامِيْرُكَ فَقَبَّحَكِ اللهُ

ترجمہ: پس کوفہ ہی میرے تصرف میں رہ گیا ہے۔ اسی کے قبض و بسط کا اختیار میرے ہاتھ میں ہے۔ سوائے کوفہ! اگر تو ہی میرے قبضہ میں ہے اور تجھ میں بھی میری مخالفت کی آندھیاں چلتی رہیں تو اللہ تجھے غارت کرے۔

فَلَوِ اُئْتُمِنْتُ اَحَدَكُمْ عَلٰى لَخَشِيْتُ اَنْ يُذْهَبَ بِعِلَاقَتِهِ

ترجمہ: اگر میں تم میں سے کسی کو لکڑی کے ایک پیالہ کا امین بناؤں تو ڈرتا ہوں کہ وہ اُسے دستہ سمیت غائب نہ کر دے۔

(نہج البلاغۃ ستائیسواں خطبہ ص ۱۴۱ مطبوعہ لاہور)

حضرت علیؓ المرتضیٰ کا جنگ میں موقف

دونوں فریق مومن اور عقائد میں ایک تھے۔ مکتوب ۵۸ نہج البلاغۃ میں ہے:

وَ مِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَتَبَهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَمْصَارِ يَقْتَصُّ فِيْهِ مَا جَرٰى بَيْنَهُ وَ بَيْنَ اَهْلِ الصِّفِّيْنَ وَ كَانَ بَدْءُ اَمْرِنَا اَنَّا الْتَقَيْنَا وَ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

الْقَوْمُ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ وَ الظَّاهِرُ اَنَّ رَبَّنَا وَاحِدًا وَ نَبِيَّنَا وَاحِدٍ وَ دَعْوَتَنَا فِي الْاِسْلَامِ وَاحِدَةٌ وَ لَا نَسْتَزِيْدُهُمُ الْاِيْمَانِ بِاللهِ وَ التَّصْدِيْقِ بِرَسُوْلِهٖ وَ لَا يَسْتَزِيْدُوْنَنَا الْاَمْرُ وَاحِدٍ اِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيْهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَ نَحْنُ مِنْهُ بَرَآءٌ

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دستخطی چٹھی لکھ کر مختلف بلاد و امصار (شہروں) میں مشتہر فرمائی۔ اس میں جنگ صفین کا واقعہ یوں درج تھا کہ ہمارے معاملے کی ابتداء یوں ہے کہ ہماری اور اہل شام کی آپس میں جنگ چھڑ گئی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ہم دونوں کا ایک اللہ اور ایک رسولؐ ہے۔ اور ہمارا اسلام میں بھی دعویٰ ایک رہا ہے۔ ہم ان سے در بارۂ اعتقادات توحید و رسالت کچھ زیادتی نہیں چاہتے اور نہ اس بارہ میں وہ ہم سے کچھ زیادتی کے طالب ہیں۔ بات ایک ہی ہے کہ اختلاف صرف خونِ عثمانؓ کے متعلق تھا۔ حالانکہ ہم اس الزام سے بری ہیں۔

حاصل: حضرت علیؓ المرتضیٰ کی یہ گشتی چٹھی اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ آپ کی حضرت معاویہؓ سے جنگ (صفین) اسلام و کفر کی جنگ نہ تھی۔ دونوں فریق ایک ہی اسلامی عقیدہ رکھتے تے۔ دونوں توحید و رسالت پر یکساں ایمان رکھتے تھے۔ دونوں اہل ایمان تھے۔ اس جنگ و جدل باہمی کا مبنیٰ دَم (خونِ) عثمانؓ تھا۔ یعنی حضرت معاویہؓ اور ان کی

جماعت اہل شام حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے قاتلوں سے قصاص کے طالب تھے اور حضرت علیؓ المرتضیٰ اس وقت کے پیچیدہ حالات کے تحت فوری طور پر قصاص لینے میں معذور تھے۔ ورنہ وہ قتلِ عثمانؓ سے بری الذمہ تھے۔

یہاں یہ ملحوظ رہے کہ شیعہ علماء کے نزدیک نہج البلاغۃ کے خطبات و مکتوبات لفظ بہ لفظ حضرت علیؓ المرتضیٰ ہی کے ہیں۔ جیسا کہ شارحین نہج البلاغۃ نے اس کی تصریح کر دی ہے۔ کیا حضرت علیؓ المرتضیٰ کے اس قطعی فیصلہ کے بعد بھی کوئی شیعہ عالم حضرت امیر معاویہؓ کے ایمان و اسلام میں شک کر سکتا ہے۔

(ماہنامہ حق چاریارؓ لاہور ج ۵ ش ۱۱ مئی ۱۹۹۳ء از مولانا قاضی مظہر حسینؒ)

(۲) نہج البلاغہ کے مصنف محمد بن حسین بن محمد بن موسیٰ بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین ہیں۔ جو بغداد میں ۳۵۹ھ میں پیدا ہوئے اور ان کا سالِ وفات ۴۰۶ھ ہے۔ گویا حضرت علیؓ المرتضیٰ کی شہادت کے ۳۱۹ سال بعد پیدا ہوئے۔ دس سال کی عمر میں شعر کہنا شروع کیا اور اپنے زمانہ کے کامل ترین انشاء پرداز تھے۔

انہوں نے نہج البلاغہ میں حضرت علیؓ المرتضیٰ سے منسوب خطبات اور مکتوبات تین سو سال بعد سُن سنا کر یکجا کیے۔ ان میں وہ مکتوب بھی شامل ہیں جن کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ یہ اُن کے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

خطبات یا مکتوبات ہوں گے۔

صاف نظر آتا ہے کہ یہ مصنف کے اور راوی کے اپنے نظریات ہیں۔ لیکن بعض خطبات اور مکتوبات ایسے بھی ہیں جن میں انہوں نے خلفائے راشدینؓ حضرت ابو بکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق اور حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی تعریف کی ہے۔ اور جنگ جمل اور صفین کے دوسرے فریق کو بھی مومن قرار دیا ہے۔

یہ حقیقی کلام حضرت علیؓ کا ہے اور یہ مکتوب ان لوگوں کے لیے درسِ عبرت ہیں جو خلفائے ثلاثہؓ یا حضرت امیر معاویہؓ اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ صدیقہ کے ایمان اور ایقان کے منکر ہیں۔ اس لیے ان کے اقتباسات یہاں درج کیے گئے ہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مودودی نظریہ

مؤرخ مودودی کا ہر جگہ اپنا الگ نظریہ اور عقیدہ ہوتا ہے۔ اس بارے میں اُن کا نظریہ اُن کی کتاب خلافت وملوکیت میں یوں درج ہے:

"حضرت علیؓ نے اس پورے فتنے کے زمانے میں جس طرح کام کیا، وہ ٹھیک ایک خلیفہ راشد کے شایانِ شان تھا۔ البتہ صرف ایک چیز ایسی ہے جس کی مدافعت میں مشکل ہی سے کوئی بات کہی جا سکتی ہے۔ وہ یہ کہ جنگِ جمل کے بعد انہوں نے قاتلین عثمانؓ کے

بارے میں اپنا رویّہ بدل دیا۔ جنگ جمل تک وہ ان لوگوں سے بیزار تھے۔ بادلِ ناخواستہ اُن کو برداشت کر رہے تھے اور ان پر گرفت کرنے کے لیے موقع کے منتظر تھے۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ سے گفتگو کرنے کے لیے جب انہوں نے حضرت قعقاع بن عمروؓ کو بھیجا تھا تو ان کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت قعقاعؓ نے کہا تھا کہ:

حضرت علیؓ نے قاتلین عثمانؓ پر ہاتھ ڈالنے کو اُس وقت تک موٴخر کر رکھا ہے، جب تک وہ انہیں پکڑنے پر قادر نہ ہو جائیں۔ آپ لوگ بیعت کر لیں تو پھر خونِ عثمانؓ کا بدلہ لینا آسان ہو جائے گا۔[1]

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

پھر جنگ سے عین پہلے جو گفتگو اُن کے اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے درمیان ہوئی، اس میں حضرت طلحہؓ نے اُن پر الزام لگایا کہ آپ خون عثمانؓ کے ذمہ دار ہیں اور انہوں نے جواب میں فرمایا:

"لعن اللہ قتلة عثمان (عثمانؓ کے قاتلوں پر اللہ کی لعنت)"[2]

لیکن اس کے بعد بتدریج وہ لوگ اُن کے ہاں تقرُّب حاصل کرتے چلے گئے جو حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش برپا کرنے اور بالآخر انہیں شہید کرنے کے ذمہ دار تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے مالک بن حارث الاشر

---

[1] البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۳۷

[2] البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۴۰

اور محمد بن ابی بکر کو گورنری کے عہدے تک دے دیئے۔ درآں حالیکہ قتلِ عثمانؓ میں ان دونوں صاحبوں کا جو حصہ تھا، وہ سب کو معلوم ہے۔

حضرت علیؓ کے پورے زمانۂ خلافت میں ہم کو صرف یہی ایک کام ایسا نظر آتا ہے جس کو غلط کہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔[1]

مودودی صاحب کا غلط نظریہ: یہ مودودی نظریہ ہے جو صحیح نہیں ہے۔ یہاں مودودی صاحب نے حضرت علیؓ پر تنقید کر کے اپنا الگ مذہب اختیار کر لیا ہے۔ اس نظریہ کے برعکس صحیح اور درست موقف اہل السنت و الجماعت کا ہے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ لکھتے ہیں:

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مودودی جماعت کے اساسی دستور میں بطور عقیدہ کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک کوئی صحابیؓ بھی معیارِ حق نہیں اور نہ ہی وہ تنقید و جرح سے بالاتر ہیں۔ اس بنا پر ہر ہر صحابیؓ کی شخصیت مجروح کی جا سکتی ہے۔ اسی عقیدہ کی تردید میں شیخ الاسلام و المسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ نے ایک کتاب "مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت" لکھی ہے۔ جس میں ثابت کیا ہے کہ مودودی صاحب سے اہل سنت کا اختلاف اصولی نہ کہ فروعی۔

---

[1] خلافت وملوکیت مؤلفہ ابو الاعلیٰ مودودی ص ۱۴۶ اکتیسواں ایڈیشن اگست ۲۰۰۸ء مطبوعہ لاہور)

علاوہ ازیں مودودی صاحب کا عقیدہ، عصمتِ انبیاء کے بارے میں بھی اہل حق کے خلاف ہے۔ راقم الحروف نے حضرت مدنیؒ کی اس کتاب کے مقدمہ میں مختلف عنوانات کے تحت مودودی نظریات کی تردید کرتے ہوئے بعنوان "تقیہ یا دوغلا بن" لکھا ہے کہ:

مودودی صاحب نے حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف جو کچھ لکھا ہے، اس کے بعد کوئی باہوش اور باشعور انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت معاویہؓ اس قسم کے کردار کے باوجود بھی واجب الاحترام رہ جاتے ہیں۔ لیکن ابوالاعلیٰ صاحب نے اسی کتاب "خلافت و ملوکیت" میں حضرت معاویہؓ کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کر دیا ہے کہ:

> حضرت معاویہؓ کے محامد و مناقب اپنی جگہ پر ہیں۔ ان کا شرفِ صحابیت بھی واجب الاحترام ہے۔ ان کی یہ خدمت بھی ناقابلِ انکار ہے کہ انہوں نے پھر سے دُنیائے اسلام کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا اور دُنیا میں اسلام کے غلبہ کا دائرہ پہلے سے وسیع کر دیا۔ ان پر جو شخص لعن طعن کرتا ہے، وہ بلاشبہ زیادتی کرتا ہے لیکن ان کے غلط کام کو غلط کہنا ہی ہو گا۔[1]

یہاں بھی مودودی صاحب نے حضرت امیر معاویہؓ پر آخر میں تنقید

---

[1] خلافت وملوکیت طبع اول ص ۱۵۳، اکتیسواں ایڈیشن ص ۱۴۶ مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور، مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت ص ۱۹، خارجی فتنہ حصہ اول ص ۱۲۴)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کر کے کس کی ترجمانی کی ہے؟

اہل السنت کی تعریف حضرت علیؓ کی زبان مبارک سے

"احتجاج طبرسی" شیعہ مذہب کی مستند کتاب میں ہے کہ حضرت شیر خدا علی المرتضیٰؓ بصرہ میں خطبہ دے رہے تھے تو ایک شخص نے آپؓ سے دریافت کیا کہ اَهْلُ الْجَمَاعَةِ، اَهْلُ الْفِرْقَةِ، اَهْلُ الْبِدْعَةِ اور اَهْلُ السُّنَّةِ کون لوگ ہیں؟

اس کے جواب میں حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا:

اَمَّا اَهْلُ الْجَمَاعَةِ فَاَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ وَاِنْ قَلُّوْا وَ ذٰلِکَ الْحَقُّ عَنْ اَمْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَعَنْ اَمْرِ رَسُوْلِهٖ وَ اَهْلُ الْفِرْقَةِ الْمُخَالِفُوْنَ لِیْ وَلِمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَ اِنْ کَثُرُوْا اَمَّا اَهْلُ السُّنَّةِ فَالْمُتَمَسِّکُوْنَ بِمَا سَنَّهُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ وَاِنْ قَلُّوْا۔ وَاَمَّا اَهْلُ الْبِدْعَةِ فَالْمُخَالِفُوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَ لِکِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهِ الْعَامِلُوْنَ بِرَاْیِهِمْ وَ اَهْوَاءِهِمْ وَ اِنْ کَثُرُوْا (احتجاج طبرسی جلد اول ص ۲۴۶)

ترجمہ: اہل الجماعت میں ہوں یعنی وہ لوگ جو میری اتباع کریں اگرچہ وہ تھوڑے ہوں اور یہ حق ہے اللہ تعالیٰ کے امر سے اور اس کے رسول ﷺ کے امر سے اور الفرقہ وہ ہیں جو میرے مخالف ہیں۔ اور اہل السنت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے طریقے (حکم) اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے والے ہیں اگرچہ

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

وہ کہیں تھوڑے ہوں۔ اور اہل بدعت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کے مخالف ہیں، جو اپنی آراء اور خواہشات پر عمل کرنے والے ہیں اگرچہ وہ کہیں زیادہ ہوں۔ (احتجاج طبرسی جلد اول ص ۲۴۶)

خطائے اجتہادی کی حقیقت

مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں:

میں نے بار بار مشاجراتِ صحابہؓ کے سلسلے میں اس امر کی تصریح کی ہے کہ اجتہادی خطا بھی حق کے دائرے میں ہوتی ہے۔ اس کو باطل اور گناہ نہیں کہہ سکتے بلکہ اجتہادی خطا کے باوجود مجتہد کو حسبِ حدیثِ نبوی ﷺ ایک اجر ملتا ہے۔ (ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور ج ۶ ش ۵ ص ۲۶ مطبوعہ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ مطابق نومبر ۱۹۹۳ء)

(۲) چونکہ حضرت معاویہؓ مجتہد ہیں اور آپ نے اپنے اجتہاد کی بنا پر حضرت علیؓ المرتضیٰ سے جنگ لڑی ہے، اس لیے صورتاً بغاوت ہے نہ کہ حقیقتاً۔

قرآن حکیم کی سورۃ الحجرات میں باہمی جنگ کرنے والے مومنین کے دو گروہوں میں سے ایک گروہ کو باغی قرار دیا ہے:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ

اِحۡدٰىهُمَا عَلَى الۡاُخۡرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىۡ تَبۡغِىۡ حَتّٰى تَفِىۡٓءَ اِلٰٓى اَمۡرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَ اَقۡسِطُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ ۞ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَ اَخَوَيۡكُمۡ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ۞ (پ۲۶ الحجرات آیت ۹ تا ۱۰)

ترجمہ: اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُن کے درمیان اصلاح کر دو۔ پھر اگر اُن میں سے کوئی ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو جائے۔ پھر اگر رجوع ہو جائے تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کر دو۔ اور انصاف کا خیال رکھو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ مسلمان تو سب (آپس میں) بھائی ہیں۔ سو اپنے بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اہل السنت والجماعت کا عقیدہ و نظریہ

وکیلِ صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ لکھتے ہیں:

حضرت علیؓ المرتضیٰ کے دورِ خلافت میں جو باہمی نزاعات ہوئے

ہیں، وہ بھی فروعی و اجتہادی ہیں۔ اصحابِ رسول ﷺ میں دینی اصولی اختلاف بالکل نہیں ہوا اور سیاسی اجتہادی اختلافات میں جمہور اہل السنت و الجماعت کے نزدیک حضرت علیؓ المرتضیٰ کا موٴقف حق اور صواب تھا اور فریقِ ثانی حضرت امیر معاویہؓ خطا پر تھے۔ لیکن یہ خطا چونکہ اجتہادی تھی، اس لیے آپ پر طعن و تشنیع جائز نہیں ہے۔

حضرت معاویہؓ بھی حضور رحمت للعالمین ﷺ کے فیض یافتہ صحابی اور کاتب وحی ہیں۔ آپ کی نیت پر شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے بھی آپ سے خلافت کی بیعت کر لی تھی۔ اور پھر ساری عمر (یعنی امام حسنؓ دس اور امام حسینؓ تقریباً بیس سال تک) حضرت امیر معاویہؓ کے قائم کردہ بیت المال سے لاکھوں کی تعداد میں وظیفہ وصول کرتے رہے۔ حالانکہ حسبِ ارشاد رسالت حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ ان کی عظمت شان اہل السنت و الجماعت کے نزدیک مُسَلَّم ہے۔ اگر وہ حضرت امیر معاویہؓ کو کتاب و سنت کا مخالف پاتے تو حضرت حسنؓ اپنی اس خلافتِ حقہ سے کبھی بھی دستبردار نہ ہوتے جو ان کو خلیفہ ٔ راشد حضرت علیؓ المرتضیٰ کے بعد ملی تھی۔ حضرت حسنؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی یہ تاریخی صلح در اصل حضور خاتم النبیین ﷺ کی حسبِ ذیل پیش گوئی پر مبنی تھی کہ:

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اِنَّ ابْنِی ھٰذَا سَیِّدٌ وَ لَعَلَّ اللہَ اَنْ یُصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ الْعَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (صحیح بخاری شریف باب ۲۵۶ حدیث ۹۴۳)

ترجمہ: تحقیق میرا یہ بیٹا (یعنی حضرت حسنؓ) سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو باعظمت گروہوں میں صلح کرادے گا۔

اور صلح کی بعد میں جو صورت ظہور پذیر ہوئی ہے، اس کی بنا پر حضرت امیر معاویہؓ کی دینی عظمت دوبالا ہو جاتی ہے اور کوئی باشعور اور مخلص مسلمان آپ پر کیچڑ اچھالنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔

(دفاعِ حضرت امیر معاویہؓ مؤلفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ)

وماعلینا الا البلاغ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّ سَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبدالوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل وضلع چکوال)

۱۷ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۲ء

☆☆☆☆

اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں

النور مینجمنٹ
ڈب مارکیٹ پنوال روڈ چکوال
0334-8706701
zedemm@yahoo.com

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

خدامِ اہلِ سنت میدانِ عمل میں

ازقلم: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت (پاکستان)

(۲ ذوالحجہ ۱۳۹۰ھ......31 جنوری 1971ء)

خدام اہل سنت ہیں ہم سنت کو پھیلائیں گے   ہم اللہ واحد کے بندے توحید کی شمع جلائیں گے
ہم شاہِ رسلؐ کی امت ہیں جن پہ ہے نبوت ختم ہوئی   ہم منکر ختم نبوت کو بس کافر ہی ٹھہرائیں گے
وہ ساقی کوثرؐ، شافع محشر، جانِ جہاں، محبوب خدا   ہم ختم نبوت کی خاطر ہر باطل سے ٹکرائیں گے
اصحابؓ نبیؐ، ازواجؓ نبیؐ اور آلِ نبیؐ پر ہم قرباں   بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ کی شانیں ہم سمجھائیں گے
یہ چاروں خلیفہ برحق ہیں اور حسنؓ حسینؓ بھی ہیں پیارے   جنت کے جوانوں کے سید، ہم ان کی راہ دکھلائیں گے
سب یار نبیؐ کے پیارے ہیں اور دین کے روشن تارے ہیں   یہ سب حق کے چمکارے ہیں ہر جا پہ چمک دکھائیں گے
فرمانِ رسولِ اکرمؐ ہے مَآ اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ   میرے اور میرے صحابہؓ کے پیرو ہی جنت جائیں گے
سرکار مدینہ کی سنت اِک نور بھی ہے اور حجت بھی   سنت کی شمع جلا کر ہم اب ظلمت کفر مٹائیں گے
قرآن کا جلوہ سنت میں اور سنت کا صحابہؓ میں   ہم ان کی تابعداری میں باطل سے خوف نہ کھائیں گے
اے مسلم! تو مایوس نہ ہو، رکھ سچے خدا پر اپنا یقیں   اسلام تو دین فطرت ہے ہم فطرت ہی منوائیں گے
مزدور و کساں حیران ہیں کیوں، اسلام سراسر رحمت ہے   قرآن کے سایہ میں رہ کر ہم آزادی دلوائیں گے
اسلام ہے دیں اس خالق کا، انسان کو جس نے پیدا کیا   ہر ذرّہ ذرّہ پیدا کیا، ہم اس کی حمد سنائیں گے
یہ دنیا عالم فانی ہے، سب خلقت آنی جانی ہے   ازلی ابدی ہے ہمارا خدا ہم اس کا حکم چلائیں گے
تھا پاکستان کا مطلب کیا، بس لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه   میدانِ عمل میں آ کر ہم یہ مطلب حل کرائیں گے
اے پاکستان کے باشندو! آئین شریعت لازم ہے   ہم مسلم ہیں اللہ کے لئے، اسلام کا ڈنکا بجائیں گے

خدام اہل سنت کا ہے مظہرؔ بھی ادنیٰ خادم
ہم دین کی خاطر اِنْ شَآءَ اللّٰہ پرچم حق لہرائیں گے

عبدالوحید الحنفی

فہرست مطبوعات و رسائل ...... مؤلف حافظ عبدالوحید الحنفی

اشاعتی سلسلہ نمبر	عنوان کتاب / رسالہ	صفحات	قیمت
01	دینِ اسلام کا لغوی معنی اور اہل سنت والجماعت کی وجہ تسمیہ	32	20/-
02	تعلیماتِ اسلام، انسان کی تخلیق، دُنیا میں آنے کا اصل مقصد کیا ہے؟	32	20/-
03	تعلیماتِ اسلام (حصہ اول)	32	20/-
04	تعلیماتِ اسلام (حصہ دوم)	32	20/-
05	تعلیماتِ اسلام (حصہ سوم)	32	20/-
06	سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ (حصہ اول)	32	20/-
07	سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ (حصہ دوم)	32	20/-
08	سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ (حصہ سوم)	32	20/-
09	سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ (حصہ چہارم)	32	20/-
10	احادیث رسول ﷺ، فضائل درود وسلام	32	20/-
11	مناقب اہل بیتؓ رسول ﷺ (حصہ اول)	64	40/-
12	مناقب امام حسنؓ و امام حسینؓ و آلؓ و اصحابؓ نبی ﷺ	64	40/-
13	مناقب اصحابؓ رسول ﷺ (حصہ اول)	32	20/-
14	مناقب اصحابؓ رسول ﷺ (حصہ دوم)	64	40/-
15	مناقب خلفاء راشدینؓ (حصہ اول)	32	20/-
16	مناقب خلفاء راشدینؓ (حصہ دوم)	64	40/-
17	اہل سنت کون اور اہل بدعت کون ہیں؟	16	10/-
18	سلوک وطریقت کی حقیقت (حصہ اول)	16	10/-
19	سلوک وطریقت کی حقیقت (حصہ دوم)	32	20/-
20	سلوک وطریقت کی حقیقت (حصہ سوم)	32	20/-
21	سلاسل طیبہ، تعلیم السالک	64	40/-

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

فہرست مطبوعات ورسائل......مؤلف حافظ عبدالوحید الحنفی

اشاعتی سلسلہ نمبر	عنوان کتاب/ رسالہ	صفحات	قیمت
22	سلاسل طیبہ، تعلیم السالک، اربعین نبوی ﷺ، چہل حدیث	32	20/-
23	نفس اور روح کی حقیقت، عالم برزخ موت اور قبر کی حیات (حصہ اول)	64	40/-
24	نفس اور روح کی حقیقت، عالم برزخ موت اور قبر کی حیات (حصہ دوم)	32	20/-
25	نفس اور روح کی حقیقت، عالم برزخ موت اور قبر کی حیات (حصہ سوم)	32	20/-
26	تاریخ اسلام (حصہ اوّل) کتب تاریخ کی حقیقت	64	40/-
27	تاریخ اسلام (حصہ دوم) پہلے پہلے اسلام لانے والے	32	20/-
28	تاریخ اسلام (حصہ سوم) مہاجرین وانصار صحابہؓ	96	60/-
29	تاریخ اسلام (حصہ چہارم) غزوۂ بدر تک کی مہمات اور جنگ بدر	112	70/-
30	تاریخ اسلام......غزوۂ اُحد تک کی مہمات اور جنگ اُحد	80	50/-
31	تاریخ اسلام (حصہ پنجم) جنگ خندق، بیعت رضوان، جنگ موتہ	96	60/-
32	تاریخ اسلام (حصہ ششم) فتح مکہ سے لشکر اُسامہ تک	80	50/-
33	تاریخ اسلام (حصہ ہفتم) فتوحاتِ خلفائے راشدینؓ	272	200/-
34	تاریخ اسلام (حصہ ہشتم) سیرتِ صدیق اکبرؓ	152	195/-
35	تاریخ اسلام (حصہ نہم) سیرتِ فاروق اعظمؓ	320	200/-
36	حدیثِ قرطاس	32	20/-
37	حقیقتِ باغِ فدک	48	30/-
38	تاریخ اسلام (حصہ دہم) سیرتِ عثمان ذوالنورینؓ	224	150/-
39	تاریخ اسلام (حصہ یازدہم) فتنہ سبائیت کی حقیقت	112	75/-
40	تاریخ اسلام (حصہ دوازدہم) سیرتِ علی المرتضیٰؓ مع سیرت امام حسنؓ	176	110/-
41	تاریخ اسلام (حصہ سیزدہم) حدیث غدیر خم کی حقیقت	96	60/-
42	تاریخ اسلام (حصہ چہاردہم) سیرت وشہادت امام حسینؓ	زیر طبع	

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

صداقت

اہلسنت والجماعت پر محققانہ شہرہ آفاق

مطبوعات

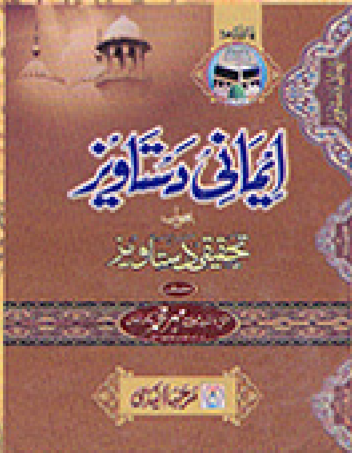

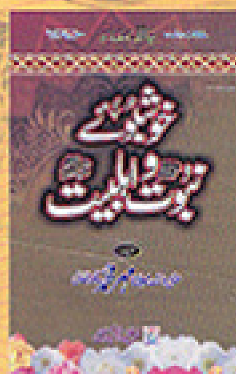

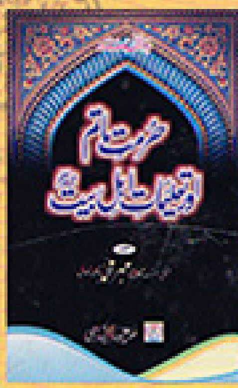

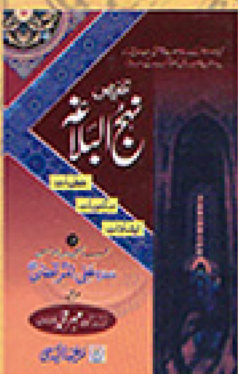

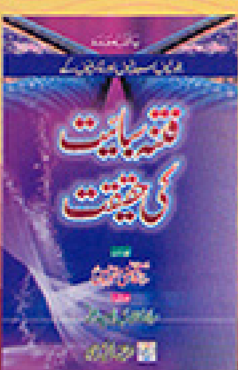

مرحبا اکیڈمی

ملنے کا پتہ: **مکتبہ اسلامیہ حنفیہ**

بمن حافظ جی ضلع میانوالی 0321-5470972